نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ انہا علیہم مؤصدۃ فی عمد ممددۃ

اصلاح

نمبر   انعامی   جلد ۱۴

سنہ ۱۳۲۹ھ

اس رسالہ شریفہ مین صرف عربی - فارسی - انگریزی تواریخ سے یہ ثابت کیا گیا ہی
کہ خلیفہ اول کی بعیت لینے کیلئے بیت الشرف جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ
علیہا کے جلانیکو خلیفہ دوم آگ لکڑی لیگئے اور جلانیکا قصد کیا ؛؛
تالیف لطیف عالیجناب فضائل مآب ماسٹر شیخ ذاکر حسین ؛
صاحب دام غرہ مالک دفتر اتالیق انگریزی دہلی جو محض ؛؛
دفتر اصلاح کی فرمایش پر لکھا گیا اور بغرض ؛؛
اظہار حق و نفع مومنین کیلئے شایع کیا گیا

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

النار الموقدہ
لمن احرق بیت السیدہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطاہرین ولعنۃ علی اعدائہم اجمعین اما بعد چونکہ یہ زمانہ انکار واقعات صحیحہ ہے کہ ہر گذشتہ واقعہ سے جو مضر مطلب خیال کیا جاتا ہے - انکار کیا جاتا ہے یہانتک کہ واقعہ کربلا سے بھی اب انکار ہے -

لہذا یہ رسالہ صرف اس بحث مین لکھا جاتا ہے کہ خلیفہ دوم نے خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کے جلانے کا قصد کیا - یا جلایا جس سے امید ہے کہ اہل اسلام سمجھین اہلبیت رسول پر بعد وفات رسول اللہ ص کیا کیا مصائب گذرے اور ہمکو کہانتک اون حضرات سے ہمدردی کرنا چاہیئے کیونکہ ہر فرد بشر پر اپنے محسن اور محسن زادون کی محبت ومودت فرض ہے -

اور اون کے دشمنون سے مخالفت ومعاندت لازم ہے وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب -

سید ذاکر حسین جعفری عفی عنہ

... خانہ جناب سیدہ

علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کشف الحق مین طبری - واقدی اور ابن عبدربہ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ بسبب ترک بیعت جناب ابوبکر کے جناب عمر نے خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کو پھونکدینے کا قصد کیا جسمین اُسوقت جناب امیرالمومنینؑ اور جناب سیدہ اور اونکے دونو بیٹے اور ایک جماعت بنی ہاشم کی تھی اور ابن خرابہ کی کتاب غرر سے لکھا ہے قال زید بن اسلم کنت ممن حمل الحطب مع عمر الی باب فاطمۃؑ حین امتنع علیؑ واصحابہ عن البیعۃ ان یبایعوا فقال عمر لفاطمۃ اخرجی من البیت والا احرقتہ ومن فیہ قال وفی البیت علی وفاطمہ والحسن والحسین و جماعۃ من اصحاب النبیؐ فقالت فاطمہ تحرق علی ولدی قال ای واللہ اولیخرجن ولیبایعن (یعنی نقل کیا ہے ابن خرابہ نے اپنی کتاب غرر مین کہ کہا زید بن اسلم نے کہ تھا مین اون لوگون مین جو دروازہ فاطمہؑ پر عمر کے ساتھ لکڑیان لے گئے جبکہ علیؑ اور اونکے اصحاب نے بیعت سے انکار کیا تھا پس کہا جناب عمر نے جناب فاطمہؑ سے نکل آؤ گھر مین سے ورنہ پھونکدونگا اُسکو اور اُنکو جو اُسمین ہین - اور تھے گھر مین علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور ایک جماعت اصحاب نبی کی - پس کہا جناب فاطمہؑ نے تو میرے بچون کو پھونکدیگا کہا جناب عمر نے قسم خدا کی ضرور پھونکدونگا ورنہ وہ نکل آئین اور بیعت کرلین) علامہ حلی کی اس تحریر کے جواب مین فضل بن روزبہان اپنی کتاب ابطال الباطل مین لکھتے ہین من اسمج ما افتراہ الروافض ہذا الخبر وھو احراق عمر بیت فاطمہؑ وما ذکر ان الطبری ذکرہ فی التاریخ فالطبری من الروافض مشہور بالتشیع حتی ان علما بغداد ھجروہ لغلوہ فی الرفض والتعصب وھجروا کتبہ وروایاتہ واخبارہ وکل من نقل ھذا الخبر فلا یشک انہ رافضی متعصب یرید ابداء القدح و

والطعن على الاصحاب وما رأينا احدا روى هذا الا الى رافض ينسبو
الى الطبري ونحن ما رأينا هذا في تاريخه (یعنی جو کچھ روافض نے افترا باندھا ہے
اسمین سے زبون تر اور قبیح تر یہ خبر ہے عمر کی خانۂ فاطمہ مین آگ لگانے کی اور (علامہ
علی نے) یہ جو لکھا ہے کہ طبری نے اپنی تاریخ مین اسکا ذکر کیا ہے۔ پس طبری رافضیون
مین سے ہے تشیع کے ساتھ مشہور رہا یہانتک کہ علمای بغداد نے ترک کیا اُسے اُسکے
غلوے رفض اور تعصب کی وجہ سے اور اُسکی کتابون اور روایتون اور اخبار
کو ترک کردیا اور جس کسی نے اس خبر کو نقل کیا پس بیشک وہ رافضی ہے متعصب
اصحاب پر طعن اور قدح کرنی چاہتا ہے اور ہمنے کسیکو نہین دیکھا کہ اسنے روایت کیا
ہو سوا رافضیون کے جو اس واقعہ کو طبری کی طرف منسوب کرتے ہین اور ہمنے
اسے طبری کی تاریخ مین لکھا ہوا نہین دیکھا) ابن روزبہان کی بیباکی اور خیرگی ملاحظہ
کے قابل ہے۔ دیدہ و دانستہ ناحق کوشی اور باطل فروشی اور اپنے علما کی تضلیل
پر کمر باندھی ہے۔ غایت عناد و تعصب اور عجز و حیرانی و پریشانی سے سوا اسکے چارہ
نہ دیکھا کہ اصل واقعہ ہی سے صاف انکار کردے اور بالخصوص طبری کی روایت
مین کلام اپنی جہالت کو ظاہر کیا ہے دوسری روایتون کو بالکل نظرانداز کردیا ہے
اول طبری کو رافضی بنایا پھر لکھدیا کہ سوا رافضیون کی کوئی اس روایت
کو طبری سے منسوب نہین کرتا اور پھر صاف انکار کردیا کہ تاریخ طبری مین یہ مضمون
ہے ہی نہین۔ تعجب یہ ہے کہ صرف طبری ہی کے رافضی بنانے پر اکتفا نہین کیا بلکہ عام
حکم دیدیا کہ جو کوئی اس خبر کو روایت کرے وہ رافضی ہے اور اس حکم باطل سے
اُسنے اپنے علماے اعلام کو جنہون نے اس خبر کو روایت کیا ہے رافضی یعنی بدتر از
یہود و نصاری قرار دیا ہے۔ اور مقدوح مجروح اور بے اعتماد کردیا ہے۔ حالانکہ
اگر اُن علما کی توثیق کتب اہلسنت سے درج کیجاے تو ایک خاصی ضخیم کتاب تیار ہوتی
مثلاً انہی ابوجعفر طبری کو لیجیے جنپر ابن روزبہان نے ایسی بے دردی سے حملہ کیا ہے
قاضی ابن خلکان اپنی تاریخ مین لکھتے ہین " ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری۔

... تفسیر و حدیث و فقہ و تاریخ
وغیرہ ہین اور فنون عدیدہ مین اُسکی تصانیف ملیحہ ہین جو اُسکی وسعت علم اور غزارت
فضل ظاہر کرتی ہین - ائمہ مجتہدین مین سے تھا کسی کا مقلد نہ تھا وہ نقل مین ثقہ تھا اور
تاریخ اُسکی تمام تاریخون سے صحیح تر اور ثابت تر ہے"
صاحب مدینۃ العلوم و کشف الظنون نے بھی ایسا ہی کچھ لکھا ہے - اور تاج الدین سبکی
نے طبقات فقہای شافعیہ مین لکھا ہے کہ "ابو جعفر محمد بن جریر طبری امام الجلیل مجتہد
المطلق علم اور دین کی رو سے ایک امام ہے دنیا کا" صاحب کشف الظنون نے
اور مولوی عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ کے کید پنجاہ و دوم مین طبری کی کو اصح
التواریخ لکھا ہے -
غرض طبری کا تسنن و عظمت و جلالت و اعتماد و اعتبار نزدیک اہلسنت کے کالشمس
فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکار ہے اور کتب دین و ایمان اہلسنت اُسکے اقوال
اور روایات کی نقل سے بھری پڑی ہین کوئی عالم اسکا انکار نہین کر سکتا ابن
روزبہان نے ایسے جلیل القدر امام کو رافضی یعنی بدتر از یہود و نصاری بنایا اور
اسکے ساتھ ہی اُن تمام علما کو لیلیا جو اس روایت کو نقل کرین - اب ذرا اُن بڑے
بڑے علمائے اہلسنت کی روایتین جو اس واقعہ کی نسبت اُنہون نے درج کی ہین
اور نیز مورخین فرنگ کی تحریرون کو بنظر غور ملاحظہ کیجئے اور ابن روزبہان
کی جہالت و حماقت کی داد دیجئے -

(۱) امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفی سنہ ۳۱۰ھ) کی تاریخ الامم و الملوک مطبوعہ
مصر جلد سوم ص ۱۹۸

سلہ البتہ ایک موقع پر جبکہ غریب طبری نے اپنی کتاب اختلاف الفقہا مین امام احمد بن حنبل کو فقیہون مین
شمار کرنے سے انکار کیا تہا تو حنبلیون نے جلکر شورش مچائی تھی اور لوگونکو ان سے برگشتہ کرنیکی غرض سے
خواہ مخواہ اونکو رافضی مشہور کر دیا تہا - ورنہ طبری کو تو تشیع سے ایسی نفرت تھی کہ مورخین لکھتے ہین کہ جب

عربی	اردو
[حدثنا ابن ابی شیبة قال حدثنا]	[ابن] [یہ] ہے کہ عمر بن الخطاب علی کے مکان پر آئے
جریر عن مغیرة عن زیاد بن	اور اُسمین طلحہ اور زبیر اور کچھ مہاجرین بیٹھے تھے
کلیب قال اتی عمر بن الخطاب	پس کہا عمر نے واللہ مین ضرور جلادونگا تمپر اس
منزل علی وفیہ طلحہ والزبیر	مکان کو ورنہ باہر نکل آؤ اور بیعت کرو۔ پس
ورجال من المہاجرین فقال	زبیر تلوار کھینچے ہوئے باہر آئے مگر ٹھوکر کھاکر
واللہ لاحرقن علیکم اولتخرجن	اگر پڑے۔ پس تلوار اُن کے ہاتھ سے چھوٹ
الی البیعة فخرج علیہ الزبیر مصلتا	گئی۔ اور لوگون نے دوڑکر زبیر کو
بالسیف فعثر فسقط السیف	پکڑ لیا۔
من یدہ فوثبوا علیہ فاخذوہ	

(۲) امام شہاب الدین احمد المعروف بابن عبدربہ اندلسی (المتوفی ۳۲۸ھ) کی عقد الفرید مطبوعہ مصر جلد دوم صـ۱۷۶

عربی	اردو
الذین تخلفوا عن بیعة ابی بکر	جن لوگون نے ابوبکر کی بیعت سے تخلف کیا وہ
علیؑ والعباس والزبیر وسعد	علیؑ۔ عباس۔ زبیر۔ سعد بن عبادہ تھے۔ پس
بن عبادہ فاما علیؑ والعباس	علیؑ اور عباس اور زبیر جناب فاطمہؑ کے گھر مین
والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمہ	آن بیٹھے یہانتک کہ ابوبکر نے عمر ابن الخطاب کو
حتی بعث الیہم ابوبکر عمر بن	اُن کی طرف بھیجا کہ اُنکو فاطمہؑ کے گھر سے نکالدی
الخطاب لیخرجہم من بیت فاطمہ	اور حکم دیدیا کہ اگر وہ انکار کرین تو اُن سے
وقال لہ ان ابوا فقاتلہم فاقبل	قتال کرنا۔ پس آئے عمر آگ کی چنگاری لئے ہوئے
بقبس من نار علی ان یضرم	کہ اُن لوگون پر مکان کو جلادین۔ پس ملاقات
علیہم الدار فلقیتہ فاطمہ فقالت	کی فاطمہؑ نے (پس در سے) عمر سے اور فرمایا
یا ابن الخطاب اجئت لتحرق	اے ابن الخطاب آیا تو اسلئے آیا ہو کہ ہمارے گھر کو
دارنا قال نعم او تدخلوا فیما	پھونکدے۔ عمر نے کہا ہان اسی لئے آیا ہون ورنہ
دخلت فیہ الامة فخرج علی حتی	جسطرح امت کے اور لوگون نے بیعت کی تمُ لوگ

[...] علی ابی بکر فبایعه۔
کہ ابوبکر کے پاس آکر بیعت کرلی۔

لوگ بھی بیعت کرلو۔ پس جناب علیؑ باہر نکلے یہانتک

(۳) ملک المؤید عماد الدین اسماعیل ابوالفدا المتوفی ۷۳۲ھ کی تاریخ المختصر فی اخبار البشر مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۵۶

وبادروا الی سقیفة بنی ساعدة
فبایع عمر ابابکر رضی الله عنهما
وانثال الناس علیه یبایعونه
فی العشر الاوسط من ربیع
الاول سنة احدی عشرة خلا
جماعة من بنی هاشم والزبیر
وعتبة بن ابی لهب وخالد
بن سعید بن العاص والمقداد
بن عمرو وسلمان الفارسی
وابی ذر وعمار بن یاسر و
البراء بن عازب وابی بن
کعب ومالوا مع علی بن ابیطالب
وقال فی ذلک عتبة بن ابی
لهب ما کنت احسب ان الامر
منصرف عن هاشم ثم منهم
عن ابی حسن عن اول الناس
ایمانا وسابقة واعلم الناس
بالقرآن والسنن واخر الناس

اور سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف دوڑے گئے پس
بیعت کرلی عمر نے ابوبکر سے۔ اور لوگون نے ہجوم
کیا اور بیعت کرنے لگے۔ یہ بیعت ربیع الاول
سنہ ۱۱ھ کے عشرہ اوسط مین ہوئی۔ سوا ایک
جماعت بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب
اور خالد بن سعید بن العاص اور مقداد بن
عمرو اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار بن
یاسر اور براء بن عازب اور ابی بن کعب
کے (جنھون نے بیعت نہین کی) اور رغبت
رکھتے تھے طرف علیؑ بن ابی طالبؑ کے۔ اور
کہا اس بارہ مین عتبہ بن ابو لہب نے "مین
نجانتا تھا کہ خلافت اور حکم اولاد ہاشم
سے جاتا رہیگا خصوصاً ابو الحسن سے جو سب
سے پہلے ایمان لایا ہے اور سب سے پہلے
مسلمان ہوئے اور قرآن وسنن کو خوب
جانتا ہے اور جس نے آخر وقت رسولخدا
صلعم کو غسل دیا اور حضرت جبرئیل نے
اُس کی مدد غسل وکفن دینے مین کی اور

له في الغسل والكفن من فيه ما
فيهم لا يمترون به - وليس في
القوم ما فيه من الحسن -

وكذلك تخلف عن بيعة ابي بكر
ابوسفيان من بني اميه ثم
ان ابا بكر بعث عمر بن الخطاب
الى علي ومن معه ليخرجهم من
بيت فاطمه رضي الله عنها وقال
ان ابوا عليك فقاتل فاقبل
عمر بشيء من نار على ان يضرم
الدار فلقيته فاطمه رضي الله عنها
وقالت الى اين يا ابن الخطاب
اجئت لتحرق دارنا قال نعم او
تدخلوا فيما دخل فيه الامة فخرج
علي حتى اتى ابا بكر فبايعه كذا
نقله القاضي جمال الدين بن
واصل وروى الزهري عن
عائشه قالت لم يبايع علي ابا بكر
حتى ماتت فاطمه وذلك بعد
ستة اشهر لموت ابيها صلى
الله عليه وسلم -

خوبیاں ہیں جو اوروں میں ہیں اور جو خوبیاں
اُس میں ہیں وہ اوروں میں نہیں ہیں اُسکو
تو خلافت نہ ملیگی بلکہ ایک اور شخص کو ملجائیگی
یہ بات میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھی -

(صاحب حبیب السیر نے ان اشعار کو حضرت عباس
کی طرف منسوب کیا ہے اور اسطرح ترجمہ کیا ہے ؎
ندانم خلافت چرا منصرف ؎ شد از ہاشم وانگاہ
از ابو الحسن ؎ نہ او اولین مقبل قبلہ بود ؎ نہ او بود
اعلم بفرض وسنن ؎ نہ اقرب بعہد نبی بود و بود
معین جبرئیلش بغسل وکفن ؎ نہ او مجمع حسن اوصاف
گشت ؎ نہ قدر علی ور خلق حسن +)

اور اسی طرح تخلف کیا ابوبکر کی بیعت سے ابوسفیان
نے بنی امیہ میں سے - اسکے بعد ابوبکر نے عمر کو علیؑ
کے پاس بھیجا اور اُن لوگوں کے پاس جو علیؑ کے
ساتھ تھے - کہ اُنکو فاطمہؑ کے گھر سے نکالدے اور
حکم دیا کہ اگر تجھ سے انکار کریں تو اُن سے قتال کیجیو
پس آئے عمر کسیقدر آگ لئے ہوے کہ گھر کو پھونکدین
پس ملیں عمر سے جناب فاطمہؑ اور فرمایا اے ابن
خطاب کدھر کو آئے - آیا ہمارا گھر پھونکنے آئے ہو
کہا عمر نے ہاں اسی لئے آیا ہوں ورنہ جسمیں امر مین
امت داخل ہوئی ہے تم لوگ بھی داخل ہو جاؤ یعنی
ابوبکر کی بیعت کرلو - پس نکل آئے علیؑ یہانتک کہ ابوبکر کے پاس آکر بیعت کرلی - نقل کیا ہے
اسطرح قاضی جمال الدین بن واصل نے - اور زہری نے عائشہ سے یہ روایت کی ہے

... بیعت ابوبکر کی نہین کی - اور
فاطمہؑ کا انتقال رسول اللہ صلعم کی وفات کے ۶ مہینے بعد ہوا ہی -

(۴) علامہ ابوالولید محمد بن شحنہ (المتوفی ۸۱۵ھ) کی روضۃ المناظر برحاشیہ جلد یازدہم تاریخ کامل مطبوعہ مصر صد ۱۱۲

اس کتاب مین بھی احراق خانۂ جناب سیدہؑ سے متعلق بالکل یہی روایت جو ابو الفدا نے لکھی ہے کسیقدر اختصار کے ساتھ درج ہے بالکل یہی مطلب ہا بخوف طول ہمنے یہان نقل نہین کیا -

(۵) امام ابومحمد عبداللہ بن مسلم ابن قتیبہ (المتوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ مطبوعہ مصر جلد اول صد ۲۰ [1]

ان ابابکر رضی اللہ عنہ تفقد قوماً تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ فبعث الیہم عمر فجاء فناداھم وھم فی دار علی فابوا ان یخرجوا - فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علی من فیہا فقیل لہ یا اباحفص ان فیہا فاطمۃ فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علیاً فانہ زعم انہ قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن لوگون کی خبر دریافت کی جو اُنکی بیعت سے تخلف کر کے حضرت علیؑ کے پاس جمع ہوے تھے اور اُنکے پاس عمر بن الخطاب کو بھیجا جبکہ وہ حضرت علیؑ کے گھر مین تھے عمر آئے اور اُنکو آواز دی کہ اُنہون نے باہر آنے سے انکار کیا تو عمر نے لکڑیان منگائین اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین عمر کی جان ہے نکل آؤ ورنہ مین اُسمین آگ لگا دونگا اور مع اُن لوگون کے جو اُسمین ہین پھونکدونگا - پس کسی نے کہا کہ اے ابوحفص (عمر) اس گھر مین تو فاطمہؑ ہین پس کہا عمر نے ہوا کرین - تب وہ لوگ نکل آئے

[1] چونکہ ابن قتیبہ نے اس موقع پر دیگر مورخین کی نسبت حق پوشی کم کی ہی اور بہت سی ایسی باتین ...

ثوبي على عاتقي حتى اجمع
القرآن فوقفت فاطمة رضي
الله عنها على بابها فقالت
لا عهد لي بقوم حضروا اسوأ
محضر منكم - تركتم رسول الله
صلى الله عليه وسلم جنازة
بين ايدينا وقطعتم امركم
بينكم لم تستامرونا ولم تردوا
لنا حقنا فاتى عمر ابابكر فقال
له الا تاخذ هذا المتخلف
عنك بالبيعة فقال ابوبكر
لقنفذ وهو مولى له اذهب
فادع لي عليا قال فذهب
الى علي قنفذ فقال له ما
حاجتك فقال يدعوك
خليفة رسول الله فقال
علي لسريع ما كذبتم على
رسول الله ع فرجع فابلغ
الرسالة قال فبكى ابوبكر
طويلا فقال عمر الثانية
ان لا تمهل هذا المتخلف
عنك بالبيعة فقال ابوبكر
لقنفذ عد اليه فقل له

اور بیعت کرلی - لیکن علیؑ نہ نکلے عمرؓ نے خیال کیا
کہ علیؑ نے قسم کھائی ہو کہ جبتک قرآن جمع نہ کرونگا
اور نہ (سوائے وقت نماز کے) ردا دوش پر ڈالونگا
(اسلئے باہر نہ آئے) بعدہ جناب فاطمہؑ دروازہ
کے پاس کھڑی ہوئین اور کہا مجھے تمسے زیادہ
بدتر قوم سے پالا نہین پڑا - تمنے جنازہ رسول
اللہ صلعم کا ہمارے ہاتھون مین چھوڑ دیا اور
اپنے کام کی کتربیونت مین لگ گئے - ہمسے
مشورہ نہین لیا اور ہمکو ہمارا حق نہین دیا -
پس آئے عمر ابوبکر کے پاس اور کہا ابوبکر سے
کیا آپ اس شخص (علیؑ) سے جو آپ سے پھرا
ہوا ہے بیعت نہ لین گے - پس کہا ابوبکر نے
اپنے غلام قنفذ سے جا علیؑ کو میرے پاس بلالا
پس قنفذ علیؑ کے پاس گیا حضرت علیؑ نے کہا کیا
مطلب ہے - قنفذ نے کہا آپکو خلیفہ رسول اللہ بلاتے
ہین - علیؑ نے کہا کسقدر جلدی تم لوگون نے
رسول اللہ پر جھوٹ باندھا ہے - قنفذ نے
واپس آکر علیؑ کا پیغام ابوبکر سے کہا اسپر ابوبکر
دیر تک روئے - پھر عمرؓ نے دوبارہ کہا کہ تم اس
متخلف سے بیعت لینے مین ڈھیل نہ کرو تب
ابوبکر نے قنفذ سے کہا پھر علیؑ کے پاس جا اور
ان سے کہہ کہ امیر المومنین آپکو بلاتے ہین
اگر بیعت کرو - قنفذ علیؑ کے پاس آیا اور خلیفہ

فجاءه قنفذ فادی ما امر
به فرفع علی صوته فقال
سبحان الله لقد ادعی
ما لیس له فرجع قنفذ فابلغ
الرسالة فبکی ابوبکر طویلا
ثم قام عمر فمشی معه جماعة
حتی اتوا باب فاطمة فدقوا
الباب فلما سمعت اصواتهم
نادت باعلی صوتها یا ابت
یا رسول الله ماذا لقینا
بعدک من ابن الخطاب
وابن ابی قحافة فلما سمع
القوم صوتها وبکاءها
انصرفوا باکین وکادت
قلوبهم تتصدع واکبادهم
تتفطر وبقی عمر معه قوم
فاخرجوا علیا فمضوا به
الی ابی بکر فقالوا له بایع
فقال ان انا لم افعل فمه
قالوا اذا والله الذی لا اله
الا هو نضرب عنقک

غصہ ہو کر فرمایا سبحان اللہ کیا اچھا دعوی ہے
جسکا مطلق اُسے حق حاصل نہیں ہے۔ قنفذ
واپس آیا اور علیؑ کا پیغام پہنچایا اسنکر ابوبکر
بہت روئے۔ پھر عمر اُٹھے اور اُنکے ساتھ
ایک جماعت بھی چلی یہانتک کہ دروازہ
جناب فاطمہؑ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا
جب جناب فاطمہؑ نے اُن لوگوں کی آوازیں
سنیں تو بہت زور سے چلائی اور واویلا
کرنے لگیں اور رو کر فرماتی تھیں کہ اے بابا
اے رسول اللہ (اپنی بیٹی کی خبر لیجئے) ہم
آپ کے بعد ابن خطاب (عمر) اور ابن قحافہ
(ابوبکر) کے ہاتھوں یہ کیا مصیبتیں اُٹھا رہے
ہیں جسوقت اُن لوگوں نے حضرت فاطمہؑ کی
فریاد و زاری سنی روتے ہوئے اُلٹے پھر گئے
درحالیکہ دل اُنکے درد کرتے تھے اور جگر شق
ہوئے جاتے تھے مگر عمر اور اُن کے ساتھ کچھ اور
آدمی ٹھہرے رہے۔ پس اُنہوں نے علیؑ کو نکالا
اور پکڑ کر ابوبکر کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ بیعت
کرو۔ علیؑ نے کہا کہ اگر بیعت نکروں تو کیا ہوگا۔
جواب دیا قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا کوئی
خدا نہیں ہے کہ اس صورت میں ہم لوگ تمہاری

واخا رسول الله - قال عمر
اما عبد الله فنعم واما اخو
رسول الله فلا - وابو بکر
ساکت لا یتکلم فقال له عمر
الا تامر فیه بامرک فقال
لا اکره علی شئ ما کانت
فاطمه الی جنبه فلحق علی
بقبر رسول الله یصیح و
یبکی وینادی یا ابن ام
ان القوم استضعفونی
وکادوا یقتلوننی له
فقال عمر لابی بکر انطلق
بنا الی فاطمة فانا قد اغضبناها
فانطلقا جمیعا فاستاذنا

خدا اور رسول اللہ بھائی کا خون کرو گے عمر نے
کہا کہ بندہ خدا تو خیر مگر رسول اللہ کا بھائی غلط
اور ابو بکر چپکے بیٹھے ہوئے سنا کئے کچھ نہ بولے تب
عمر نے اُن سے کہا کیون اسکے بارہ مین حکم نہین
دیتے - پس ابو بکر نے کہا کہ جبتک فاطمہ ان کے
پہلو مین ہین مین ایز کسی معاملہ مین جبر
نہین کر سکتا - پس علیؑ قبر رسول اللہ پر تشریف
لائے اور نالہ و فریاد کرنے لگے رو رو کر کہتے
تھے اے بہائی (اے رسول اللہ میری خبر
لیجیے) اس قوم نے مجھے مجبور و ناچار بے بس
و بیکس کر دیا اور میرے قتل پر آمادہ ہو گئی -
پس کہا عمر نے ابو بکر سے آؤ فاطمہ کے پاس
چلین کیونکہ بتحقیق ہمنے اُنکو غضبناک کیا ہے
پس وہ دونو ساتھ ساتھ فاطمہ کے گھر آئے

له یہ وہ الفاظ ہین جن سے حضرت ہارون نے اپنے بہائی جناب موسیٰ سے بنی اسرائیل کی شکایت
کی ہو جب کہ بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ کے چلے جانیکے بعد گوسالہ پرستی اختیار کر لی تھی اور جناب موسیٰ نے
واپس آکر جناب ہارون کو سرزنش کی کہ تمنے انکو کیون نہ روکا (دیکھو پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۱۰) یہ امر بھی
قابل غور ہے کہ جناب امیر نے یا ابن ام فرمایا ہے یا ابن عم نہین فرمایا تاکہ حضرت ہارون سے پوری
پوری مشابہت رہے - اور کیسا صحیح فرمایا ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے جناب امیر کی شان مین
انت اخی فی الدنیا والاخرۃ تو فرمایا ہی تھا ساتھ ہی یہ بھی تھا کہ چونکہ علی مرتضیٰ کی والدہ
فاطمہ بنت اسد نے جناب رسول اللہ صلعم کو بیٹون کی طرح پالا تھا بلکہ اپنی اولاد سے
زیادہ چاہتی تھین آنحضرت صلعم انکو ہمیشہ ماں ہی کہکر پکارتے تھے سچ ہے کلام الامام امام الکلام کیا
خوب آیہ قرآنی کو اپنے حال پر چسپان کیا ہے ۱۲ منہ

علی کی تھیں تکلم کیا ان سے

علیًا فکلماه فادخلهما علیها

فلما قعدا عندها حولت

وجهها الی الحائط فسلما

علیها فلم ترد علیهما السلام

فتکلم ابوبکر فقال یا

حبیبة رسول الله اغضبنا

فی میراثك منه و فی

زوجك فقالت ما بالك

یرثك اهلك ولا نرث

محمدا فقال والله ان قرابة

رسول الله احب الی من

قرابتی وانك لاحب الی

من عائشه ابنتی ولوددت

یوم مات ابوك انی مت

ولا ابقی بعده افترانی

واعرفك واعرف فضلك

وشرفك وامنعك حقك

ومیراثك من رسول الله

الا انی سمعت اباك رسول

الله یقول لا نورث ما ترکنا

فهو صدقة فقالت ارایتما

اور اندر آنے کی اجازت مانگی جناب فاطمہؑ نے

اُن دونون کو اجازت نہ دی پس علیؑ کے پاس

آئے اور اُن سے دونون نے باتین کین علیؑ

اُن دونون کو جناب فاطمہؑ کے پاس لائے۔

جب وہ اُنکے پاس آکر کھڑے ہوئے تو جناب فاطمہؑ

نے اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ انہون نے

سلام کیا جناب فاطمہؑ سلام کا جواب نہ دیا پس

ابوبکر نے کہا اے حبیبہ رسول اللہؐ ہمنے تمھارے

رسول اللہ صلعم کی میراث اور تمھارے شوہر کے

بارہ مین تمکو غضبناک کیا ہے۔ پس جناب فاطمہؑ نے

فرمایا یہ کیا بات ہے کہ تیرے اہل تو تیری میراث

پائین اور ہم محمدؐ کی میراث سے محروم رہین۔

ابوبکر بولے واللہ قرابت رسول اللہؐ کی میرے

نزدیک میری قرابت سے زیادہ محبوب ہے

اور تم مجھے میری بیٹی عائشہ سے زیادہ ہو اور

جسدن آپکے پدر بزرگوار کا انتقال ہوا ہے مین

چاہتا تھا کہ مین مرجاتا اور آنحضرتؐ کے بعد

زندہ نہ رہتا۔ کیا آپکا یہ خیال ہے کہ مین آپ کا

حق اور آپکا ورثہ روکتا ہون اور رسول اللہ

صلعم کی طرف سے آپکو پہنچتا ہے۔ حالانکہ مین آپ

سے اور آپ کے فضل و شرف سے واقف ہون

مگر بات یہ ہے کہ مینے رسول اللہؐ سے سنا ہے وہ

حضرت فرماتے تھے کہ ہمارا ورثہ نہین ہوتا جو کچھ

رسول الله صلعم فإنه
وتفعلان به قال نعم فقالت
نشدتكما الله الم تسمعا
رسول الله يقول رضا
فاطمة من رضائي وسخط
فاطمة من سخطي فمن احب
فاطمة ابنتي فقد احبني و
من ارضا فقد ارضاني و
اسخط فاطمة فقد اسخطني
قالا نعم سمعناه من رسول
الله صلعم قالت فاني اشهد الله
وملائكته انكما اسخطتماني
وما ارضيتماني ولئن لقيت
النبي لاشكونكما اليه فقال
ابوبكر انا عائذ بالله تعالى
من سخطه وسخطك يا فاطمة
ثم انتحب ابوبكر يبكي حتى
كادت نفسه ان تزهق
وهي تقول والله لادعون
الله عليك في كل صلاة
اصليها ثم خرج باكيا فاجتمع
عليه الناس فقال لهم
يبيت كل رجل منكم معانقا

ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے جناب فاطمہؑ نے
فرمایا میں بھی تمسے رسول اللہ کی ایک حدیث
بیان کروں اُسے پہچانوگے اور اُسپر عمل کروگے
ابوبکر اور عمر بولے ضرور۔ فرمایئے۔ پس فرمایا جناب
فاطمہؑ نے میں تمکو قسم دیکر پوچھتی ہوں کیا تم دونوں
نے رسول اللہ صلعم کو کہتے نہیں سنا کہ رضا فاطمہؑ
کی میری رضا ہے اور غصہ فاطمہؑ کا میرا غصہ ہے
پس جس شخص نے میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت کی اُسنے
مجھ سے محبت کی۔ جس نے اُسے راضی کیا اُسنے
مجھے راضی کیا اور جس نے فاطمہؑ کو غضبناک
کیا اُسنے مجھے غضبناک کیا۔ ابوبکر اور عمر دونو
نے کہا ہمنے ایسا سنا ہے تب جناب فاطمہؑ نے
فرمایا میں خدا اور ملائکہ کو گواہ کرتی ہوں کہ
تمنے مجھے ضرور غضبناک اور مجھے تم دونوں
نے راضی نہیں کیا اور جب میں نبی صلعم سے
ملاقات کروں گی تو ضرور تم دونوں کی
شکایت اُن حضرت سے کرونگی تب ابوبکر
نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اے
فاطمہؑ کہ آنحضرت اور تم غضبناک ہو۔ یہ کہکر
ابوبکر رونے لگے یہانتک کہ اُنکا دم گھٹنے لگا۔
لیکن جناب فاطمہؑ بھی کہتی گئیں واللہ جو نماز
میں پڑھونگی اُسمیں تیرے لئے بددعا کرتی
رہوں گی۔ پس ابوبکر روتے ہوئے نکلے

وتركتموني وما انا فيه لا
حاجة لي في بيعتكم اقيلوني
بيعتي قالوا يا خليفة رسول
الله ان هذا الامر لا يستقيم
وانت اعلمنا بذلك انه
ان كان هذا لم يقم لله
دين فقال والله
لولا ذلك وما اخافه من
رخاوة هذه العروة ما
بت ليلة ولي في عنق مسلم
بيعة بعد ما سمعت ورأيت
من فاطمه قال فلم يبايع
علي كرم الله وجهه حتى
ماتت فاطمه رضي الله عنها
ولم تمكث بعد ابيها الا خمسا
وسبعين ليلة -

[illegible] پس ابو بکر نے
اُن سے کہا تم سب لوگ اپنے اہل و عیال
مین مسرور اپنی زوجہ کے ساتھ معانقہ مین رات
گزارتے ہو اور مجھکو اس مصیبت اور آفت
مین چھوڑ دیا ہے مجھے تمھارے بیعت کی حاجت
نہین ہے میری بیعت توڑ دو۔ وہ بولے اے
خلیفہ رسول یہ امر استقامت پذیر نہوگا اور
آپ اس بات کو ہمسے بہتر جانتے ہین کہ اگر یہ نہوگا
تو دین خدا قائم نرہیگا پس ابو بکر نے کہا کہ واللہ
اگر یہ بات نہوتی اور اس گرفت کے ڈھیلا پڑجانے
کا اندیشہ نہوتا تو مین ایک رات بھی کسی مسلمان
کی گردن مین اپنی بیعت نہ رکھتا بعد اسکے جو
مینے فاطمہؑ سے سنا ہے اور جو کچھ اُنکا حال دیکھا ہے
راوی لکھتا ہے پس جناب علیؑ نے ہرگز بیعت
نہین کی جب تک کہ جناب فاطمہؑ کا انتقال
نہوگیا۔ اور وہ صرف ۷۵ دن اپنے پدر
بزرگوار کے بعد زندہ رہین۔

(۶) علامہ مسعودی مروج الذہب صفحہ ۱۵۹ بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر مین لکھتے

ہین۔ وحدث النوفلي
في كتابه الاخبار عن ابن
عائشة عن ابيه عن حماد
بن سلمة قال كان عروه

یعنی نوفلی حماد بن سلمہ سے روایت کرتا ہے
کہ عروہ بن الزبیر اپنے بھائی عبد
اللہ بن زبیر کی اس حرکت سے کہ
اوس نے حضرت محمد بن حنفیہ کے

جری ذکر بنی ہاشم وحصرہ اباھم فی الشعب وجمعہ الحطب لتحریقھم ویقول انما اراد بذالک ارھابھم لید خلوا فی طاعتہ کما ارھب بنو ہاشم وجمع لہم الحطب لاحراقھم اذ ھم ابو البیعۃ فیما سلف

جمع کی تھیں مین بھی معذرت کرتا تھا کہ غرض اس سے اون لوگون کا ڈرانا تھا کہ وہ داخل اطاعت ہون جیسا کہ اس سے پہلے جب بنو ہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا تو جلانے والی لکڑیان اون کے جلانے کو جمع کی گئی تھین ۔

(۷) امام ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی (المتوفی ۵۴۸ھ) کی کتاب الملل والنحل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۲۵

قال النظام ان عمر ضرب بطن فاطمہ علیہا السلام یوم البیعۃ حتی القت المحسن من بطنھا وکان یصیح احرقوھا بمن فیھا وما کان فی الدار غیر علی وفاطمۃ والحسن و الحسین

نظام لکھتا ہے کہ عمر نے لات ماری فاطمہ علیہا السّلام کے شکم پر بیعت کے دن ۔ یہانتک کہ محسن انکے شکم مبارک سے نکل پڑے اور عمر غل مچاتے تھے کہ جلا دو گھر کو مع اُن لوگون کے جو اسمین ہین ۔ حالانکہ گھر مین سوائے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسن اور حسینؑ کے کوئی نہ تھا ۔

(۸) مولوی ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا مطبوعہ مطبع صدیقی دھلی اور اسی کتاب کا اُردو ترجمہ مطبوعہ لاہور مقصد دوم ماثر ابوبکر صفحہ ۲۲۶

"انہیں ایام مین ایک اور مشکل فوق جمیع مشکلات یہ پیش آئی کہ حضرت زبیر اور ایک جماعت بنی ہاشم حضرت فاطمہ رضؓ کے مکان مین جمع تے اور نقض خلافت کے متعلق مشورے کرتے تھے شیخین نے بحسن تدبیر سے جس طرح ممکن ہوا اس مشکل کو بھی اٹھا دیا (یعنی رفع کیا) اسی طرح جو ملال حضرت علیؑ مرتضیٰ کے مزاج مبارک پر لاحق ہوا

...کچھ یاد رکھا ہے اور کچھ ترک کیا ہے۔ اس جگہ
چند روایتین لکھتاہون تاکہ اصل منقح ہوجائے۔

عن زید بن اسلم عن ابیہ
انہ حین بویع لابی بکر بعد
رسول اللہ ص کان علیؑ و
والزبیر یدخلون علی
فاطمہ بنت رسول اللہ ص
فلیشاورونھا ویرتجعون
فی امرھم فلما بلغ ذالک
عمر بن الخطاب خرج حتی
دخل علی فاطمہ ع فقال یا
بنت رسول اللہ ص ما من
الخلق احب الی من
ابیک وما من احد احب
الینا بعد ابیک منک
وایم اللہ ما ذاک بمانعی
ان اجتمع ھولاء النفر عندک
ان امرتھم ان یحرق
علیھم البیت قال فلما
خرج عمر جاؤھا
فقالت تعلمون ان عمر
قد جاءنی وقد حلف

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ بعد وفات
آنحضرت صلعم جب حضرت صدیق کی بیعت کی
گئی تو حضرت علی مرتضیٰ اور زبیر رضی اللہ عنہما
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر آتے
اور اپنے امور مین مشورہ کرتے حضرت
فاروق کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو حضرت
فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مکان پر آئے
اور فرمایا اے دختر رسول قسم ہے اللہ کی
کہ کوئی شخص آپ کے والد سے مجھے محبوب
تر نہین ہے اور پھر آنحضرت کے بعد آپ
سے زیادہ مجھے کوئی محبوب تر نہین مگر قسم
ہے اللہ کی یہ امر مجھے اس امر سے مانع نہین
آسکتا کہ اگر پھر یہ لوگ اس طرح جمع ہون
تو مین گھر مین آگ لگا دون۔ جب حضرت
فاروق واپس آئے اور وہ لوگ حضرت
فاطمہ کے مکان پر آئے تو آپ نے کہا کہ آپ
لوگون کو معلوم ہے ابھی میرے پاس
حضرت عمر آئے تھے وہ قسم کھا کر گئے
ہین کہ اگر پھر یہ لوگ جمع ہون تو وہ گھر
کو آگ لگا دینگے۔ سو قسم ہے اللہ کی کہ

عليكم البيت وايم الله
ليمضين لما حلف عليه
فانصرفوا راشدين فروا
رأيكم ولا ترجعوا اليّ
فانصرفوا عنها فلم يرجعوا
اليها حتى بايعوا لابي بكر
اخرجه ابن ابي شيبة۔

قسم کھائی ہے سو بہتر ہے کہ آپ لوگ واپس
ہوں اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف
رہیں اور پھر میرے پاس مجمع نہوں چنانچہ
وہ لوگ واپس ہوئے اور پھر آپکے مکان
پر اس طرح مجمع نہوئے یہانتک کہ انہوں نے
حضرت صدیق سے بیعت کر لی - ابن ابی[۱]
شیبہ اسکے راوی ہیں - ازالۃ الخفا ص۳

(۹) امام ابن عبد البر (المتوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب استیعاب مطبوعہ حیدرآباد
دکن جلد اول ص۳۴۵

اس کتاب میں بھی ازالۃ الخفا والی روایت کسیقدر اختلاف لفظی سے درج ہے
مگر معنی اور مطلب بالکل وہی ہے جو اس ابن ابی شیبہ کی روایت کا ہے

(۱۰) مولوی عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ (مطبوعہ نولکشور ص۲۹۲) میں قصد
احراق عمر خانہ جناب سیدہ کی روایت کو تسلیم کر لیا ہے اور صحیح مان لیا ہے۔
لکھتے ہیں "وگفتن (عمر) اینکہ من خواہم سوخت پس وجہش آنست کہ این تخویف
وتہدید کسانے را بود کہ خانۂ زہرا را ملجا وپناہ بہر صاحب جنایت دانستہ حکم حرم
مکہ معظمہ دادہ در آنجا جمع می شدند وفتنہ وفساد منظور میداشتند۔

(۱۱) مولوی شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں احراق خانہ جناب سیدہ کی
روایت طبری سے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے
انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ
بعید نہیں ہے۔

(۱۲) مولوی وحید الدین خان صاحب سنی المذہب اپنی کتاب حد تحقیق مطبوعہ
لکھنؤ کے ص۱۱ میں لکھتے ہیں

تبتک حضرت علی کفن و دفن حضرت ﷺ (...) مصروف تھے تو کسی ...

[۱] عبد اللہ بن ابی شیبہ المتوفی ۲۳۵ھ بڑے جلیل القدر محدث ... امام بخاری اور امام مسلم کے استاد ... ان کی مصنف ...

بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت و ماتم پرسی ساتھ دختر رسول کے کچھ بجا
نہین لائے - اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابو الفدا بادشاہ شام کے کہ جسپر
کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہین ہو سکتا ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر واسطے
جلانے گھر فاطمہؑ کے ہاتھ مین آگ لیکر کے گئے تھے اور حضرت ابوبکر سے یہ حکم پایا تھا
کہ علیؑ بیعت نہ کرین تو علیؑ اور ہمراہیان کو اُن کے فاطمہؑ کے گھر سے نکال دیا جاے
تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے زن و شوہر مین
جدائی کراتے تھے -

(۱۳۱) حافظ عبد الرحمن امرتسری نے اپنی کتاب المرتضی مطبوعہ امرتسر صفحہ ۹۴
مین عقد الفرید اور ابو الفدا کی روایت کو مستند سمجھ کر درج کیا ہے -

(۱۴۰) ڈیون پورٹ کے رسالہ خلافت کا اُردو ترجمہ حمزہ مظاہر حق مطبوعہ
لکھنؤ صفحہ ۱۱

اس عرصہ مین ابوبکر نے جلدی سے عمر کو فاطمہؑ کے گھر پر جہان علیؑ اور بعضے اُنکے
دوست تھے باین حکم بھیجا کہ اُنکو طلب کرین تاکہ وہ حاضر ہو کے بیعت خلیفہ کی
کرین اور اگر وہ اس امر سے انکار کرین تو اُن سے بزور بیعت لین بموجب
اس حکم کے عمر نے اُس گھر کو جا کے اپنے سرہنگون سے گھیر لیا اور ابوبکر کے منتخب ہونیکی
خبر علیؑ کو کھلے دھمکی کی آواز و انداز سے بیان کیا کہ میری (یعنی عمر کی) راے اور
تحریک سے یہ بات باتفاق راے شوری مین قرار پائی ہے کہ اگر کوئی شخص
خود رئیس (خلیفہ) بن بیٹھے تو وہ شخص مع کل اُن لوگون کے جنہون نے
اعانت اور حمایت اُسکی کی ہو وہ سزا موت کی پاوین - یہ کھلے عمر نے بیان
کیا کہ اگر اس حکم کی تعمیل نہوگی تو وہ اُس گھر مین آگ لگا کے اُسکو اور
جو لوگ اُسمین ہین اُن سبکو جلا کے وہ سزا جاری کرینگے - پس فاطمہ بطور

وحشیانہ کام مرتکب ہوتا۔ عمر نے جواب دیا مین ضرور ضرور کرونگا۔ اگر تم بیعت سے
اُس شوری کی انکار کروگے۔ اُس حالت مین علیؑ اور اُن کے رفیقون کو کوئی
چارہ نہ رہا۔ سوائے اسکے کہ اس حکم ناحق کی تعمیل کرین۔

(۱۵) گبن[1] کی مشہور کتاب ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر (زوال سلطنت روم) مطبوعہ فریڈرک وارن اینڈ کمپنی لندن جلد سوم صفحہ ۱۹۵
فقط بنی ہاشم نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا اور اُن کا سردار (علیؑ) ۶ ماہ سے زیادہ تک بالکل بے تعلق اور چپ چاپ گھر مین بیٹھا رہا۔ اُسنے عمر کی دھمکیون کی کچھ پروا نہ کی جس نے دختر رسول کے مکان مین آگ لگا دینے کا قصد کیا تھا۔

(۱۶) واشنگٹن ایرونگ کی مشہور کتاب سکسرز آف محمدؐ (محمدؐ کے جانشین) مطبوعہ جارج بل اینڈ سنز لندن صفحہ
عمر نے اپنے ہمراہیون سے (فاطمہؑ کے) مکان کو گھیر لیا۔ علیؑ سے کہا کہ ابوبکر خلیفہ منتخب ہو گئے ہین تم بھی بیعت کر لو۔ علیؑ حجت کرنے اور اپنے حقوق جتانے لگے مگر عمر نے کہا اب مرضی عامہ کے خلاف جو کوئی خلافت پر قبضہ کرنیکا قصد کریگا اُسے سزائے قتل دی جائیگی۔ اور کہا کہ بیعت کرو ورنہ گھر کو اور جو لوگ اُس مین ہین سبکو پھونکدونگا۔ فاطمہؑ نے ملامت کے طور پر چلا کر کہا اے ابن خطاب تو ایسا ظلم تو نہ کیجو عمر نے جواب دیا کہ اگر تم لوگ اور لوگون کی طرح بیعت نکروگے تو واللہ مین ضرور جلا دونگا۔

(۱۷) اوکلی کی ہسٹری آف دی سیراسنز (تاریخ اسلام) مطبوعہ جارج بل اینڈ سنز۔ لندن۔ صفحہ
عمر گھر مین آگ لگانے ہی کو تھا کہ فاطمہؑ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے۔ عمر نے کہا کہ اگر

---

[1] طول کے اندیشہ سے ہمنے انگریز مورخین کی انگریزی عبارت نہین لکھی صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے جسے
شبہہ ہو اصل سے مقابلہ کرے ہمنے حوالہ پورا صحیح دیا ہے ہر شخص بآسانی دیکھ سکتا ہے

(۱۸) **ابوالفرج** مسلطی نصرانی (المتوفی ۶۸۵ھ) اپنی عربی تاریخ **مختصر الدول** مین بھی یہ روایت اسی طرح لکھی ہے جس طرح اوکلی کی تاریخ مین ہے۔

ہمنے یہ ۱۸ شواہد واقعہ قصد احراق خانۂ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کے متعلق ایسی کتابون سے پیش کئے ہین جو چھپ چکی ہین اور جو ہر شایق تحقیق کو بغیر زیادہ دشواری کے دستیاب ہو سکتی ہین اور اکثر تاریخی دنیا[19] مین مستند اور معتبر مانی جاتی ہین ورنہ ابن ابی شیبہ[20] - ابوبکر جوہری صاحب کتاب السقیفہ اور ابن ابی الحدید[21] صاحب شرح نہج البلاغہ[22] اور ابراہیم بن عبداللہ یمنی شافعی صاحب کتاب الاکتفاء[23] اور جلال الدین سیوطی صاحب جمع الجوامع[24] اور ملا علی متقی کنز العمال اور ابن خرابہ[25] صاحب غرر وغیرہ نے بھی حضرت عمر کے اس قصد احراق کی روایت کو اپنی اپنی کتابون مین درج کیا ہے[1]

ان ۲۰ شواہد مین سے نمبر ۱ سے نمبر ۱۰ تک ۱۰ شواہد اہلسنت کے ایسے جلیل القدر عالمون سے نقل کئے گئے ہین کہ جنکا نام سنتے ہی اہل سنت اُنکی جلالت قدر وعظمت کی وجہ سے سر جھکا لیتے ہین - ایک طبری ہی کی توثیق تحریر کیجاوے

---

[1] مگر تعجب ہی علامہ ابن خلدون پر کہ وہ اپنی مشہور آفاق تاریخ مین اس واقعہ سے بالکل چشم پوشی کر گئے ہین - امام حسنؑ اور مالک اشتر کو معاویہ کے زہر دلوانے کے واقعات مین تو کچھ حیلے حوالے بھی بتائے تھے فضول نامعقول طور پر ہاتھ پانون بھی مارے تھے - یہان جب کوئی بات بنا نہ سکے تو روایت ہی کو اُڑا دیا حالانکہ تاریخ طبری کو ایک مستند اور معتبر تاریخ سمجھتے ہین اور بہت کچھ انہون نے تاریخ طبری سے اپنی تاریخ مین بھرا ہے - جیسا کہ خود ہی اپنی تاریخ کی جلد دوم کی آخر مین اقرار کیا ہے - علامہ کو مناسب تھا کہ اس روایت کو جو شیخین کے ایمان کے حق مین سم قاتل کا اثر رکھتی ہے ضرور لکھتے اور معقول دلائل سے رد کر کے شیخین کی پیشانی

اور اصلی بیچ وشنا جو علماے اہلسنت نے کی ہے لکھی جائے تو پچاس یا ساٹھ یا اس سے
زیادہ صفحون کی ایک کتاب تیار ہوتی ہے مشتے نمونہ از خروارے ہمنے اس مضمون
کے شروع مین لکھا بھی ہے پس اپنے ایسے جید علما کی مستند اور معتبر کتابون کے اتنے
شواہد کے بعد اہلسنت کو اس واقعہ سے انکار کرنے کی مطلق گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ
اگر ایسی مستند اور معتبر شہادتون سے انکار کیا جاے تو دنیا کا کوئی واقعہ بھی تسلیم
نہین کیا جا سکتا۔

ان تاریخی روایتون کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث کو بھی
شامل کر لیجئے۔

(۱) عن عائشة - ان فاطمه بنت
رسول الله ص ارسل الی ابی بکر
الصدیق تسئاله میراثها من
رسول الله ص مما افاء الله علیه
بالمدینة وفدک وما بقی من
خمس خیبر فقال ابوبکر ان
رسول الله ص قال لا نورث
ما ترکنا صدقة انما یاکل آل محمد
فی هذ المال وانی والله لا اغیر
شیئاً من صدقة رسول الله
عن حالها التی کانت علیها فی
عهد رسول الله ص ولاعملن فیها
بما عمل رسول الله ص فابی ابوبکر
ان یدفع الی فاطمه شیئاً فوجدت
فاطمه علی ابی بکر فی ذلک فهجرته

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت
رسول اللہ ص نے جناب ابوبکر کے پاس کہلا
بھیجا اور رسول اللہ صلعم کی ملک مین
سے جو مدینہ اور فدک اور ما بقائے خمس خیبر
مین تھی اپنی میراث طلب کی۔
پس کہا ابوبکر نے کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ہے کہ ہمارا ورثہ نہین ہوا کرتا جو کچھ
ہم چھوڑتے ہین صدقہ ہے سوا اسکے نہین
ہے کہ آل محمد اس مال مین کھاتی ہے اور
قسم خدا کی مین رسول اللہ ص کے صدقہ کو اسی
حالت مین رکھونگا جس حالت مین وہ حضرت
کے عہد مین تھا اسمین کسی طرح کا تغیر نکرونگا
اور اسے اسی طرح کام مین لاؤنگا جس طرح
رسول اللہ صلعم کیا کرتے تھے۔ پس ابوبکر نے
انکار کیا ... فاطمہ کو کچھ بھی دینے ... غضبناک

بعد رسول اللہ صلعم ستۃ اشہر
فلما توفیت دفنہا زوجہا علی
بن ابی طالب لیلاً ولم یوذن
بہا ابابکر وصلی علیہا علیؑ و
کان لعلی من الناس وجہۃ حیاۃ
فاطمہ فلما توفیت استنکر
علیؑ وجوہ الناس فالتمس
مصالحۃ ابی بکر ومبایعتہ
ولم یکن بایع تلک الاشہر
(دیکھو صحیح بخاری جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۳۵
اور صحیح مسلم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
جلد دوم صفحہ ۹۱

اُن سے ترک کردیا (ملنا) اور ہرگز اُن سے
کلام نہ کیا یہانتک کہ انتقال کر گئین - اور
زندہ رہین فاطمہؑ رسول اللہ صلعم کے بعد
۶ ماہ تک - پس جب وفات پائی جناب فاطمہؑ
نے تو دفن کیا اُنکو اُنکے شوہر علی بن ابیطالب
نے رات کے وقت اور نہ اجازت دی اُنکے
جنازہ پر ابوبکر کو اور نماز جنازہ پڑھی علیؑ نے
اور جبتک جناب فاطمہؑ زندہ رہین لوگ
علیؑ کی رواداری اور لحاظ کرتے تھے[1]۔
جب جناب فاطمہؑ کا انتقال ہوگیا - تو علیؑ
نے دیکھا کہ لوگون کے رخ اُنکی طرف سے بالکل
پھر گئے - پس فوراً ابوبکر سے مصالحت اور
بیعت کی درخواست کی[2] - اور نہین بیعت کی تھی علیؑ نے اُن چھ[۶] مہینے تک
(جبتک فاطمہؑ زندہ رہین)

پس ان روایتون اور حدیثون سے نتائج مندرجہ ذیل صریح اور کھلے طور پر برآمد
ہوتے ہین -

(۱) جناب امیرؑ خلافت ابوبکر پر راضی نہ تھے اور اُسکو باطل سمجھتے تھے مگر خلیفہ
ثانی زبردستی بیعت لینی چاہتے تھے اور بروایت ترمذی و ازالۃ الخفا و مودۃ

---

[1] چنانچہ ابن قتیبہ کی روایت مین لکھا جاچکا ہے کہ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ فاطمہؑ جبتک انکے پہلو
مین ہین مین اُنکو کسی امر مین مجبور نہین کرسکتا ۱۲ منہ [2] کیونکہ خوب جانتے تھے کہ فاطمہؑ کا انتقال
ہوچکا ہے اب ابوبکر رعایت کرنے اور چھوڑنیوالے نہین ہین ادھر عمر اُنکا وعدہ یاد دلا کر کریلہ اور نیم چڑھا

القربیٰ وصواعق محرقہ وغیرہ ثابت ہی کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا الحق مع علیؑ وعلیؑ مع الحق اللّٰھم ادر الحق معہ حیثما دار (حق علیؑ کے ساتھ اور علیؑ حق کے ساتھ ہی خداوندا پھیر تو حق کو علیؑ کے ساتھ جس جس طرف علیؑ پھرے۔ یعنی علیؑ مثل آفتاب ہی اور حق مانند اُسکی شعاع کے جو اُس سے منعکس ہوتی ہی اور یہ حدیث متفق علیہ ہی کہ من مات ولو یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ (دیکھو شرح عقاید نسفی) یعنی جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ کافر مرتا ہی۔ اور جناب امیرؑ نے بروایت مسلم وبخاری و معتبرین بعد ۶ ماہ کی مجبوری بیعت کی۔ پس اس ۶ ماہ کے زمانہ مین حضرت نے کسکو امام سمجھا حالانکہ ایک شب بھی بغیر معرفت امام کے رہنا حرام ہی۔ اگر خلافت حضرت ابوبکر کی حق ہوتی تو حضرت امیرالمومنین سب سے پہلے بیعت کرتے۔

(۲) بڑے بڑے اصحاب جلیل القدر مثل ابوذر وسلمان ومقداد وعمار یاسر کے جناب علیؑ کے ساتھ تخلف بیعت مین شریک تھے جنکی نسبت رسول اللہ صؐ نے فرمایا ہی (روی سلیمان وعبد اللہ ابنا بریدہ عن ابیہما قال قال رسول اللہ صؐ ان اللہ عزوجل امرنی بحب اربعۃ من اصحابی واخبرنی انہ یحبہم فقیل یارسول اللہ صؐ من ھم قال علی والمقداد وسلمان وابوذر (استیعاب مطبوعہ حیدرآباد جلد اول صفحہ ۲۹) یعنی بریدہ کے بیٹے سلیمان اور عبد اللہ اپنے باپ سے روایت ہین کہ فرمایا رسول اللہ صؐ نے کہ خداے عزوجل نے میرے اصحاب مین سے چار سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہی کہ وہ (خدا) بھی اُنسے محبت رکھتا ہی۔ پس لوگون نے پوچھا کہ یارسول اللہ صؐ وہ چار کون سے اصحاب ہین فرمایا وہ علیؑ ہین اور مقداد ہین اور سلمان ہین اور ابوذر ہین۔

ان الجنۃ تشتاق الی ثلاثۃ علی وعمار وسلمان (صحیح ترمذی مع ترجمہ مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۵۹۱) بہ تحقیق جنت مشتاق ہی تین شخصون کی علیؑ کی عمار کی اور سلمان کی

...الغبراء ذی لهجة اصدق ولا اوفی من ابی
ذر شبیه عیسی بن مریم فقال عمر بن الخطاب کالحاسد یا رسول اللہ
فتعرف ذلک له قال نعم فاعرفوہ صحیح ترمذی جلد دوم ص ۵۹۳

یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ نہیں سایہ ڈالا آسمان نے اور نہیں اُٹھایا
زمین نے کوئی ذی لہجہ زیادہ سچا اور زیادہ وفا کرنے والا ابوذرؓ سے مانند
عیسٰی بن مریمؑ کے۔ پس عمر بن الخطاب نے حسد سے کہا یا رسول اللہ کیا آپ
اُسکی ایسی تعریف کرتے ہیں۔ جواب دیا آپ نے ہاں تم بھی اُسکی تعریف کرو
قال النبیؐ لو کان الدین عند الثریا لناله سلمان (استیعاب جلد دوم ص ۵۵)
یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ اگر دین ثریا کے قریب بھی ہوتا تو سلمان اُس تک
جا پہنچتا یا اُسے حاصل کرلیتا۔ قال رسول اللہ ان عمار املی ایمانا الی
مشاشه اور نیز ملی عمار ایمانا الی اخمص قدمیه اور من ابغض عمارا
ابغضه اللہ (استیعاب جلد دوم ص ۴۳۵)
یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بہ تحقیق عمار کا دل ایمان سے پُر ہے۔
عمار سر سے پاؤں تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے۔ جو عمار سے دشمنی کرے خدا
اُس سے دشمنی کرے۔ ملاحظہ کیجئے جو چوٹی کے اصحاب تھے وہ علیؑ ہی کے
ساتھ تھے۔

(۳) جناب عمر نے قسم کھائی ہے اس سبب سے وہ ضرور اُس گھر کو مع اہل
بیت کے جلا دیتے اگر حضرت علیؑ باہر نہ نکل آتے۔ دوسرے یہ کہ بروایت
کتاب العقد جناب ابوبکر نے جب کہا کہ اگر علیؑ و عباس بیعت نہ کریں تو قتال
کرنا یہ حکم سنکر عمر آگ اور لکڑی لیکر آئے تھے جس سے صریح قصد پھونکدینے
کا ثابت ہے۔
(۴) حضرات شیخین نے جناب فاطمہؑ پر سختیاں کیں اور اُن کے شدائد سے

ناراض رہین [1]

بلکہ بروایت نظام معتزلی ضرب جناب عمرہی سے سقط محسن وقوع مین آیا اور وہی جناب سیدہ کے بیمار پڑ جانے اور وفات کا باعث ہوا۔

(۵) رسول کی بیٹی شیخین سے ایسی ناراض گئی کہ جنازہ پر اُنکی حاضری کی اجازت نہ دی۔ رات کے وقت چپکے سے دفن کردی گئی اور ایسی بیکسی اور بےبسی کی حالت تھی کہ اپنے چاہتے باپ کے پہلو مین دفن نہو سکی۔

(۶) قرابتداران رسول کے ساتھ ایسی کارروائی کرنے والون نے آیہ مودت یعنی قرآن کو پس پشت ڈالدیا اور حسبنا کتاب اللہ پر بھی قائم نہ رہے۔

اب ذرا ہماری خاطر سے بخاری اور مسلم کی یہ دو حدیثین اور بھی پڑھ لیجیے ان فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی (صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۱۸۵)

فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اُسکو غضبناک کیا اُس نے مجھکو غضبناک کیا۔ اور ان فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاہا (صحیح مسلم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰) فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے اُسکی ایذا میری ایذا ہے۔

ان احادیث کے پڑھنے کے بعد جو آخری نتیجہ نکلتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے۔ ایسا صریح ہے کہ ہر معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے۔

مسلمانو آنکھین کھولو۔ تقلید آبائی کے غیر واجب طریقہ کو چھوڑو۔ قالوا حسبنا ماوجدنا علیہ اباءنا اولو کان آباءھم لایعلمون شیئاً ولا یھتدون کے مصداق نہنو اور اے وہ لوگو جو فخریہ اپنے کو علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد بتاتے ہو اور پھر لباس تسنن پہنے ہوے اہنون کی افضلیت سے انکار کرکے غیرونکو ترجیح دیتے ہو۔ اپنے دادا اور دادی کی مصیبت پر غور کرو۔ اور خیال کرو کہ ابھی

---

[1] کہتے ہین کافی ہے ہمکو جسپر کہ پایا ہے اپنے آبا و اجداد کو کیا اگرچہ اُنکے آبا و اجداد کچھ نہ جانتے تھے اور نہ وہ ہدایت پر تھے (پارہ ۷ سورہ مائدہ رکوع ۱۴)

رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا ہے اسی دکھیاری فاقہ کش مصیبت زدہ بیٹی اپنے
باپ کے فراق مین بیٹھی زار و قطار رو رہی ہے اُسکے چھوٹے چھوٹے بچے حسن
حسین زینب ام کلثوم جنمین سے سب سے بڑے کی عمر سات برس سے زیادہ نہین
ہے اور بے انتہا اپنے نانا سے مانوس ہین نانا کی گود ڈھونڈ رہے ہین اُن کی
محبت و شفقت یاد کرکے جانین کھو رہے ہین - اُسکا آفت رسیدہ شوہر جو
یوم پیدائش سے آخر دم تک اپنے اخ المعظم اپنے مربی و محسن اپنے آقا و سرور
رسول مختار سے جدا نہین ہوا اپنے آقا و پیشوا کی مفارقت مین ادہر تو جان سے
جاری ہو رہا ہے - ڈاڑھین مار مار کر رو رہا ہے اُدہر اپنی بیوی اور بچون کی
تباہ حالت دیکھکر غم کہا رہا ہے - غرض تمام اہلبیت کی آنکھون مین دنیا اندھیر
ہو رہی ہے کہ یکایک وہ ماں جو اپنے کمسن بچون کو فقر و فاقہ کے عالم مین لوٹتی
پیٹتی لئے بیٹھی ہے دیکھتی ہے کہ دوڑ آگئی ہے اور گھر کو اور گھر والون کو پھونکدو
کی خوفناک آواز آتی ہے - کسی طرح پھک جانے سے نجات ملتی ہے تو اُسکے
شوہر کو زبردستی پکڑ کر حاکم کے پاس لیجاتے ہین - بیچاری کو باپ کا غم تو ہے ہی
اب شوہر کی پڑ گئی کہ دیکھئے اگر حاکم نے قتل کا حکم دیدیا تو مین ان معصوم بچون کو لیکر
کہان جاؤن گی اور حال یہ ہے کہ تمام زمانہ مخالف نظر آرہا ہے - تصور کرو
کلیجون پر ہاتھ دھرو اگر خدانخواستہ ہم تم مین سے کسیکو ایسا روز بد پیش آئے
تو ہمارے دلون اور کلیجون کی کیا نوبت ہو بے تعصبی کی عینک لگا کر ان
حالات کو دیکھو غور کرو تحقیق کرو راہ راست اور طریق حق کو اختیار کرو -

اگر اس سے بھی تسکین خاطر نہ ہو تو روایت کشف بیت فاطمہ علیہا السلام
کو ملاحظہ کیجئے جو تاریخ طبری - کامل مبرد کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ
کتاب سقیفہ جوہری شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید تاریخ ابن عساکر جمع
الجوامع سیوطی - کنز العمال منتخب کنز العمال - کتاب الاموال ابو عبیدہ - فضائل

مراۃ الزمان لسبط ابن جوزی وغیرہ بہت سی کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔

تاریخ طبری مین ہے جلد ۴ صفحہ ۵۲ مطبوعہ مصر۔

حدثنا یونس بن عبد الاعلی قال
حدثنا یحیی بن عبد اللہ بن بکیر
قال حدثنا اللیث بن سعد قال
حدثنا علوان عن صالح بن کیسان
عن عمر بن عبد الرحمن بن عوف
عن ابیہ انہ دخل علی ابی بکر
الصدیق رض فی مرضہ الذی
توفی فیہ فاصابہ مہتما فقال لہ عبد
الرحمن اصبحت والحمد للہ بارئا
فقال ابو بکر رض اتراہ قال نعم قال
انی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی
فکلکم ورم انفہ من ذلک یرید
ان یکون الامر لہ دونہ ورایتم
الدنیا قد اقبلت ولما تقبل
وھی مقبلۃ حتی تتخذوا ستور
الحریر ونضائد الدیباج وتالموا
الاضطجاع علی الصوف الاذری
کما یالم احدکم ان ینام علی حسک
واللہ لان یقدم احدکم فیضرب
عنقہ فی غیر حد خیر لہ من ان
یخوض فی غمرۃ الدنیا [illegible]

یعنی عبد الرحمن بن عوف سے روایت
ہے کہ وہ داخل ہوئے ابوبکر پر
اوس بیماری مین جسمین ابوبکر نے
وفات کی تو عبد الرحمان نے اون کو
نہایت فکرمند پایا۔ عبد الرحمن نے
کہا آج تو تمنے صبح کی اس حال مین
کہ اچھے ہو۔ ابوبکر نے کہا کیا تم ایسا
خیال کرتے ہو عبد الرحمن نے کہا
ہان ابوبکر نے کہا ہم تم سب کے حاکم
ہوئے جبکہ ہم اپنی نفس مین تم سب
سے بہتر تھے۔ پس تم سبکی ناک
ورم کر آئی۔
(غصہ ہو گئے) چاہتے تھے کہ خلافت
تم ہی کو ملے دوسرے کو نہ ملے۔
اور دنیا کو دیکھا کہ رخ کئے ہوئے
ہے حالانکہ وہ وقت آنے والا ہی
کہ تم فرش حریر و دیبا پر خواب کروگے
قسم خدا کی اگر تملوگون مین سے
کوئی شخص بغیر حد کے قتل کر دیا جائے
تو بہتر ہے اس سے کہ غمرہ دنیا مین
[illegible]

ضال بالناس حلا تقصد و تهصو

عن الطريق يميناً وشمالاً يا هادي الطريق

انما هو الفجر او البحر فقلت له خفض

عليك رحمك الله فان هذا يهيضك

في امرك انما الناس في امرك بين

رجلين اما رجل راى ما رايت

فهو معك واما رجل خالفك فهو

مشير عليك وصاحبك كما تحب

ولا نعلمك اردت الا خيرا ولم تزل

صالحاً مصلحاً وانك لا تاسى من

الدنيا - قال ابوبكر اجل اني

لا اسى على شئ من الدنيا الا على

ثلاث فعلتهن وددت اني تركتهن

وثلاث تركتهن وددت اني فعلتهن

وثلاث وددت اني سالت عنهن

رسول الله صلعم فاما الثلاث التي

وددت اني تركتهن فوددت اني

لم اكشف بيت فاطمة عن شئ و

ان كانوا قد غلقوه على الحرب ووددت

اني لم اكن حرقت الفجاءة السلمي

واني كنت قتلته سريحاً او خليته

نجيحا ووددت اني يوم سقيفه

گمراہ کرنے والے ہو لوگون کو

کہ اون کے داہین باہین کی راہ

روکوگے -

عبدالرحمن نے کہا آہستہ گی کرو خدا

تمپر رحم کرے کیونکہ تمھارے امر مین

دو ہی قسم کے لوگ ہین ایک تو وہ

جنکی راے وہی ہے جو تمھاری راے

ہے تو وہ تمھارا صاحب اور ہمراہ

ہے - دوسرا وہ جو تمھارے خلاف

ہے تو وہ تمھارا مشیر ہے - اور ہمنا

تمھارا ارادہ بہیا کہ تم چاہتے ہو اور

ہم جہانتک جانتے ہین تمنے خیر ہی کا

ارادہ کیا ہے اور ہمیشہ تم صالح

و مصلح رہے دنیا کے کیسی بات پر تمکو

افسوس نہوگا -

ابوبکر نے کہا ہان - ہمکو تین بات کا

افسوس ہے کہ کاش نہ کئے ہوتے

اور تین بات کا افسوس ہے کہ

کاش کئے ہوتے اور تین باتونکو

کاش رسول اللہ صلعم سے دریافت

کئے ہوتے -

وہ تین باتین جنکو ہمنے کیا اور چاہتے

فی عنقی احد الرجلین یرید عمر و
ابا عبیدہ فکان احدھما امیرا
وکنت وزیرا واما اللاتی ترکتھن
فوددت انی یوم اتیت بالاشعث
بن قیس اسیرا کنت ضربت عنقہ
فانہ یخیل الیّ انہ لا یری شیٔا الا اعان علیہ ووددت انی حین سیرت خالد بن الولید الی اھل الردۃ اقمت بذی القصۃ فان
ظفر المسلمون ظفروا وان ھزموا
کنت بصدد لقاء او مدد ووددت
انی کنت اذ وجھت خالد بن الولید
الی الشام کنت وجھت عمر بن الخطاب
الی العراق فکنت قد بسطت
یدی کلتیھما فی سبیل اللہ ومد
یدیہ ووددت انی کنت سالت
رسول اللہ صلعم لمن ھذا الامر فلاینازعہ
احد ووددت انی کنت سالتہ
ھل للانصار فی ھذا الامر نصیب
ووددت انی کنت سالتہ عن
میراث ابنۃ الاخ والعمۃ فان
فی نفسی منھما شیٔا ص۳۵

کہ کشف بیت فاطمہؑ نہ کیے ہوتے
(یعنی حضرت فاطمہؑ کا گھر نہ کھولے
ہوتے) اگرچہ وہ لوگ جنگ کرنے
کے لئے اوسکو بند کئے ہوتے۔ دوسری
بات یہ ہے کہ کاش فجاءۃ سلمی کو ہم
نہ جلائے ہوتے بلکہ یا چھوڑ دیتے
یا قتل کرتے۔ تیسری بات یہ کہ بروز
سقیفہ ہم اس امر کو ان دونون عمر
و ابو عبیدہ کے کسی کے گلے مین ڈالے
ہوتے کہ کوئی ان مین سے امیر
ہوتا اور ہم اوسکے وزیر ہوتے۔
رہی وہ تین باتین جنکو ہمنے نہین کیا
اور چاہتے ہین کہ کئے ہوتے۔
ایک یہ ہے کہ اشعث بن قیس کو
جب وہ گرفتار کرکے لوگ لائے
تو ہم اوس کو قتل کئے ہوتے (مگر
بعوض اسکے اپنی بہن ام فروہ کو
اوس کے حوالہ کیا) کیونکہ ہمارے
خیال مین وہ جب کسی امر شر کو دیکھتا
ہے تو اوسکا معین ہوجاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خالد بن ولید کو اہل ردہ
سے لڑنے کے لئے بھیجا تو ہم ذی القصہ مین رہتے کہ اگر مسلمانون کی فتح ہوتی
تو خیر اور اگر ہزیمت پاتے تو ہم اونکی مدد کرتے۔ تیسری بات یہ کہ جب خالد کو

دو نوالے پھیلا دیے۔

لیکن وہ تین بات جنکی نسبت ہم چاہتے ہین کہ رسول اللہ سے پوچھے ہوتے ایک یہ ہے کہ حضرت سے پوچھتے یہ خلافت کس کا حق ہے دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سے پوچھتے کہ انصار کا بھی کچھ حق ہے اسمین کہ نہین تیسری بات یہ ہے کہ میراث برادرزادی اور عمہ کو دریافت کرتے کہ اس مین ہمکو شک ہے۔

کتاب الامامۃ والسیاستہ ابن قتیبہ صفحہ ۱۳ مطبوعہ مصر مین بھی یہی مضمون ہے ان روایات سے نہ صرف واقعہ قصد احراق خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی تصدیق ہوئی جسپر سب سے پہلے اظہار افسوس کیا ہی بلکہ صحابہ کی دنیا داری بھی بدیہی طور پر نمایان ہوئی کہ حضرت ابوبکر سے اسوجہ سے ناراض تھے کہ چاہتے تھے کہ خلافت ہم ہی کو ملے دوسرا کوئی نہ پائے۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت حکم رسول اللہ سے نہ تھی کیونکہ فرماتے ہین کاش ہم رسول اللہ سے پوچھے ہوتے یہ خلافت کسکا حق ہے۔

ضمیمہ

بعض مورخین اہل فرنگ کی تحریرین جناب امیر۔ اور خلافت کی بابت

(۱) اسپر اُسنے (رسول اللہ صلعم نے) حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ میرے قرابتدارون کو بلالاؤ جو تعداد مین چالیس کے قریب تھے اُنکی دعوت کرو اور اُنکے آگے ایک بھیڑ اور دودھ کا ایک بڑا برتن رکھدو جب وہ کھا پی چکے تو حضرت اُنکو وعظ کرنے لگے مگر ابولہب خلل انداز ہوا (اور وہ چلے گئے) تو اُسی طرح دوسرے دن انکی دعوت کی گئی اور جب وہ فارغ ہوے تو حضرت کے لعل لب اس طرح دُرفشان

سامنے پیش کرے جیسا کہ مین اسوقت تمھارے سامنے پیش کرتا ہون - مین تمکو دنیا اور عاقبت دونون کی بھلائی اور بہتری پیش کرتا ہون - خدائے تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تمکو اُسکی طرف دعوت کرون - بس تو اب تم بتاؤ کہ میرا وزیر میرا بھائی اور میرا خلیفہ کون بنتا ہے" جب کوئی نہ بولا تو علیؑ نے کہا کہ "مین ہونگا مین آپکے مخالفونکا دانت توڑ ڈالونگا - آنکھین نکال ڈالونگا - پیٹ پھاڑ ڈالونگا اور ٹانگین توڑ ڈالونگا اُنکے اوپر مین آپکا وزیر ہونگا" تب رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ کو (جنکی عمر اسوقت دس گیارہ برس کی تھی) گلے سے لگا لیا اور فرمایا "یہ ہے میرا بھائی - میرا وصی - میرا خلیفہ اسکی اطاعت اور فرمان برداری کرتے رہو" دیکھو اوکلی کی تاریخ اسلام صفحہ ۱۴-۱۵ - گلمن کی تاریخ اسلام صفحہ ۲ - گبن کی تاریخ روم جلد سوم صفحہ ۴۹۹

(۲) اگرچہ سب سے پہلے عمر نے اہل جلسہ کے سامنے ابوبکر کو خلافت کے واسطے تجویز کیا اور سب سے پہلے اُسکو خلیفہ تسلیم کرکے بیعت کی - مگر بعد مین وہ اس انتخابات سے کچھ خوش نہین ہوا جو اس نازک وقت مین اُس نے ضرورتاً کیا تھا (وہ ضرورت یہ تھی کہ کہین لوگ علی کو خلیفہ نہ بنا لین - کیونکہ اگر علیؑ خلیفہ ہو جائینگے تو خلافت ہمیشہ کو خاندان نبوت ہی مین قایم ہو جائیگی) اسکا ثبوت اُنکی اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ خدا سے دعا کرتے تھے کہ اس بیعت فلتہ کی خرابیون سے خداوند کریم محفوظ رکھے جو کوئی آیندہ ایسا کریگا اُسے قتل کیا جائے گا اور اگر کبھی کوئی کسی دوسرے کی بیعت خلاف رائے عامہ کریگا - تو بیعت کرنے والا اور جسکی وہ بیعت کریگا دونون مار دئے جائینگے (مطلب یہ کہ اب تو ہمنے ابوبکر کو خلیفہ بنا لیا اب جو کوئی علیؑ کو خلیفہ بنائے گا کیونکہ بہت سے لوگ علیؑ کو خلیفہ بنانے کی تجویز کر رہے تھے تو علیؑ سے بیعت کرنے والے اور علیؑ دونو قتل کر دئے جائین گے) ایسی ایسی باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ

... شروع ہو رہی ہے۔ اب جاننا
چاہیئے کہ اگرچہ در حقیقت ابوبکر خلیفہ ہو گئے مگر سب لوگ برابر رضامند
نہ تھے کیونکہ بہت سے لوگون کی یہ راے تھی کہ خلافت کا حق علیؑ بن ابی
طالبؑ کا ہے خلافت اونکو ملنی چاہیے۔ (اوکلی کی تاریخ اسلام صفحہ ۳۳۳)
(۳) مسلمانون کی سب سے بڑی تعداد اس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے
علیؑ نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کے بموجب در حقیقت وہ بہت
ہی سابق الاسلام تھے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے شکم مادر مین
دین اسلام قبول کیا ہوا تھا۔ کیونکہ جبتک حالت حمل مین رہے علیؑ نے
اپنی مان کو اپنے بت کے سامنے نہین جھکنے دیا۔ اسیواسطے جب مسلمان
علیؑ کا نام لیتے ہین تو کرم اللہ وجہہ (خداوند تعالی اُنکے چہرے کو بزرگی
اور عظمت بخشی کہ اُنہون نے نہ تو خود کبھی بتون کو سجدہ کیا نہ اپنی والدہ
کو کرنے دیا۔ حالانکہ اور کسی سے ایسا نہین ہوا۔ کوئی صحابی ایسا نہین
ہوا جس نے کبھی بتون کو سجدہ نہ کیا ہو۔ اسی واسطے علیؑ اس دعا کے
ساتھ مخصوص کئے گئے) مسلمان یہ بھی کہتے ہین کہ رسول اللہؐ نے فرمایا
علیؑ میرے لئے ہے اور مین علیؑ سے ہون (علیؑ منی وانا منہ) وہ مجھ سے
وہی درجہ رکھتا ہے جو ہارون موسیٰؑ کے ساتھ رکھتے تھے (هو منی بمنزلة
هارون من موسی) مین ایک شہر ہون جس مین تمام علم بند ہے اور
علیؑ اُس کا دروازہ ہے (انا مدینة العلم و علیؑ بابها) اوکلی صفحہ ۳۳۳
(۴) اگر شجاعت خوش طینتی زہد پارسائی عقل و دانائی کے خیال سے
دیکھا جائے تو علیؑ ایسا شخص تھا کہ اس قوم مین اُس سے بڑھکر کوئی پیدا
نہین ہوا۔ اوکلی صفحہ ۳۳۵
(۵) نسب۔ قرابت رسول اور خوخصلت مین علیؑ اپنے تمام اہل وطن سے

حق حاصل تھا۔ ابوطالبؑ کا بیٹا اپنے ذاتی حق سے بنی ہاشم کا سردار تھا
اور خانہ کعبہ اور شہر مکہ کا موروثی شاہزادہ (حاکم) تھا۔ شمع نبوت خاموش
ہو چکی تھی مگر شوہر فاطمہؑ کو اُسکے باپ کی برکت اور ورثہ ملنا چاہیئے تھا۔
عرب کچھ عرصہ تک عورت کی حکمرانی کے متحمل رہ چکے تھے اور رسول اللہ
نے دونون نواسون کو گود مین لیکر پیار کیا تھا اور منبر پر سے فرمایا تھا
کہ یہ میرے بڑھاپے کی امیدین ہین اور جوانان بہشت کے سردار ہین
اس سب سے پہلے مومن کی بابت فرمایا تھا کہ یہ دنیا و عاقبت مین مسلمانون
کا پیشوا ہے۔ اور اگر بعض لوگ (ابوبکر و عمر وغیرہ) زیادہ سنجیدہ اور
فقط غلیظ تھے۔ مگر علیؑ کی سرگرمی اور اوصاف حمیدہ تک کوئی مسلمان
نہین پہونچ سکتا تھا۔ وہ شاعر بھی تھا۔ سپاہی بھی تھا اور ولی بھی تھا۔
بہت سے اخلاقی اور مذہبی مقولون سے ابتک اُسکی دانائی ٹپکتی ہے۔
اور زبان اور تلوار کی لڑائی مین ہر حریف اُسکی فصاحت اور شجاعت
کے آگے مغلوب ہو جاتا تھا۔ اول وقت بعثت سے لیکر تجہیز و تکفین کے
زمانہ تک اس فیاض دوست نے رسول اللہؐ کو کبھی اکیلا نہین چھوڑا
رسول اللہؐ بھی اسکو نہایت خوشی سے اپنا بھائی اپنا وصی و خلیفہ اور
موسیٰ ثانی کا ہارون ثانی کہا کرتے تھے۔ ابوطالب کے بیٹے پر بعد مین
طعن کی گئی کہ اُس نے باقاعدہ طور پر اپنا حق کیون طلب نہین کیا۔ اگر
وہ اپنا حق طلب کرتا تو کسی حریف کی کچھ نہ چلتی اور نص آسمانی سے
اُسکی خلافت کی توثیق ہو جاتی۔ مگر یہ شک و شبہہ نہ کرنیوالا بہادر اپنی
پر بھروسہ رکھتا تھا۔ اور اس خیال سے کہ سلطنت کا رشک و حسد پیدا
ہوگا اور غالباً اس خیال سے کہ مخالفت پیدا ہو جائیگی رسول اللہؐ اپنے
ارادون سے باز رہے (یعنی علانیہ خلیفہ نہین بنایا)۔ اس انگریز مورخ
کی یہ راے عدم واقفیت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلعم غدیر خم

لکھدینے کے واسطے قلم و دوات بھی طلب کیا تھا جو حریفون نے نہ دیا اور نہ لکھنے دیا) یہ بات بھی ہوئی کہ رسول اللہؐ کا بستر بیماری مکار و پرفن عائشہ بنت ابوبکر سے گھرا ہوا تھا جو علیؑ کی دشمن تھی (یعنی اگر رسول اللہؐ نے علیؑ کو نماز پڑھانے یا خلیفہ بنانے کا حکم دیا بھی ہو تو اُسکی تعمیل کیونکر ہو سکتی تھی۔ گھر مین عائشہ باہر عائشہ کا رسوخ۔ جو چاہا رسول اللہؐ کے نام سے لوگون سے کہدیا وہ ہی ہو گیا۔ علیؑ بیچارے محروم رہ گئے (گبن جلد سوم ص ۵۱)

(۶) ان سب (ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ) مین سے علیؑ سب سے زبردست حق رکھتا تھا وہ صرف رسول اللہ صلعم کا داماد ہی نہ تھا بلکہ یاد ہو گا کہ سب سے پہلے بعثت کے اعلان کی وقت رسول اللہؐ کی مدد کو یہی دوڑا تھا اور اس نازک وقت مین خلیفہ کا خطاب پا چکا تھا اور رسول اللہؐ نے اسکے ساتھ ہی اُسکی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا۔ گلمن ص ۲۲۵

(۷) سنہ ۶۳۲ء مین فاطمہؑ کا انتقال ہو گیا۔ تب علیؑ بھی دیگر صحابیون کے ساتھ دربار خلافت مین آنے جانے لگے اور اُس شکایت کو بالکل بالاے طاق رکھدیا جو اُنکو انتخاب مین نظرانداز کر دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ غالباً اُنہون نے یہ دیکھا ہو گا کہ عام لوگون کی نسبت اُنکی مخالفت کرنیکے ساتھ ہو جانے ہی کی پالیسی اچھی ہے دل سے نہین تو ظاہرداری ہی سہی۔ اگرچہ اُنہین اچھی طرح یاد تھا کہ رسول اللہؐ نے خلیفہ صرف اُنہین کو کیا ہے (خلیفہ کے لقب سے کبھی کسی دوسرے کو معزز و ممتاز نہین فرمایا گلمن ص ۲۲۶

حمیدہ اور خدمات کثیرہ نے نمایان طور پر اُسے مستحق خلافت کر دیا تھا۔
جس زمانہ مین اسلام کا آغاز ہی تھا اور حقیر سمجھا جاتا تھا اور مسلمانون
کو کفار آزار پہنچاتے تھے رسول اللہ نے علیؑ کو اپنا بھائی اور اپنا وصی
فرمایا تھا۔ اسوقت سے وہ برابر قول و فعل گفتار و کردار مین جان نثاری
کرتے رہے تھے۔ اور اپنی عالی حوصلگی سے ایسے نمایان طور پر اسلام کا ساتھ
دیا تھا جیسا کہ اپنی شجاعت سے ظاہر کیا تھا۔ دایرونگ خلفاء رسول صلعم
اب ہم مزید تشفی اہل سنت کے لئے آخر مین اصلی عبارت انگریزی مورخو
کی بھی درج کرتے ہین کہ پھر کسیکو عذر نہ رہے پہلے تین عبارتین متعلق احراق
خانہ جناب سیدہ ہین اور ۲ عبارتین متعلق ضمیمہ بغور ملاحظہ فرمائین۔

والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ
واھلبیتہ الاطھار

The Hashemites [illegible]
the oath of fidelity; and their chief,
in his own house, maintained
above six months a sullen and
independent reserve; without
listening to the threats of Omar;
who attempted to consume with
fire the habitation of the daughter
of the apostle.

Gibbon's Decline & Fall Vol. III P. 519.

Omar surrounded the house (of Fa-
tima) with his followers; announced
to Ali the election of Abu Bakr
and demanded his concurrence.
Ali attempted to remonstrance, alleg-
ing his own claims; but Omar pro-
claimed the penalty of death decreed
all who should attempt usurp
the sovereign power in defiance
of public will; and threatened
to enforce it by setting fire to the house
and consuming its inmates. "Oh
son of Khatab! cried Fatima re-

"unless ye all make common cause with the people"

Irving's Successors of Mohamed P. 4.

2. Omar was just going to fire the house, when Fatima asked him what he meant. He told her that he would certainly burn the house down, unless they would be content to do as the rest of the people had done.

Ockley's History of the Saracens P. 83.

3. Upon this he ordered Ali to invite his kinsmen about forty in number, to an entertainment, & to set before them a lamb & a large vessel of milk. When they had done eating & drinking, he began to preach, but being interrupted by Abu Lahab, he invited them to a like feast the next day, and when it was over, he harangued them in the following words: "I do not know any man in Arabia can make you a better present than I now bring you; I offer you the good both

to him: Who then will be my vizier, my brother my deputy?" When all were silent, Ali said "I will: I will beat out the teeth, put out the eyes, rip up the bellies & break the legs of all that oppose you, I will be your vizier over them." Then the apostle of God embracing Ali about the neck, said "This is my brother, my ambassadar, my deputy, pay him obedience."

Ockley's History of Saracens Page 14–15

Gilmans Saracen's P. 82

Gibbon's Rome Vol III P. 499

4. Notwithstanding that Omar was the first to propose Abubakr to the assembly & to acknowledge him as Caliph, he did not afterwards approve of that choice which necessity had suggested at that critical juncture. This appears from what he said, namely that he prayed to God to avert the

should do such a thing would deserve death and if any one should ever swear fealty to another without the consent of the rest of the Musalmans, both he that took the government upon him & he that swore to him, ought to be put to death." These & similar expressions were evident signs of his dislike, but the thing being done & past, there was no remedy, but to sit down & rest contended. Now though the government was actually settled upon Abubakr, all parties were not equally satisfied, for a great many were of opinion that the right of succession belonged to Ali, the son of Abu Talib.

Ockley P. 330.

5. The greatest part of the Musalmans pretend that Ali was the first that embraced their Religion. And according to a tradition he was a very early Musalman indeed; for it seems he made profession of that religion in his mother's womb. For all the time she was big of him he hindered her from prostrating herself before her idol which she used to worship. The form of

him, is "God glorify the face of him." They say moreover that Mohomed talking of him, said "Ali is for me & I am for him; he stands to me in the same rank as Aaron did to Moses; I am the town in which all knowledge is shut up and he is the gate of it." Ockley P. 330.

6. If Ali be considered with regard to his courage, temper piety & understanding, he was one of the greatest men that was ever born in that nation. Ockley. P. 335.

The birth, the alliance the character of Ali, which exalted him above the rest of his countrymen, might justify his claim to the vacant throne of Arabia. The son of Abu Talib was in his own right the chief of the family of Hashim, & the hereditary prince or guardian of the city & temple of Mecca. The light of prophecy was extinct but the husband of Fatima might expect the inheritance & blessing of her father,

sons of the Prophet had often been fondled
in his lap & shown in his pulpit, as
the hope of his age & the chief of the youth of Para-
dise. The first of the true believers might
aspire to march before them in this world
& in the next; & if some were of a graver
or more rigid cast, the zeal & virtue
of ali were never out stripped by any
recent proselyte. He united the qua-
lifications of a poet, a soldier and a
saint: his wisdom still breathes
in a collection of moral & religious
sayings; & every antagonist, in the
combats of the tongue or of the sword,
was subdued by his eloquence and
valour. From the first hour of his
mission to the last rites of his
funeral, the apostle was never for-
saken by a generous friend, whom
he delighted to name his brother his
vice regent, & faithful Aaron of
a second Moses. The son of Abu Taleb
was afterwards reproached for

[illegible]
by the decrees of Heaven. But the
unsuspecting hero confided in
himself, & the jealousy of empire
& perhaps the fear of opposition, might
suspend the resolutions of Mohamed;
and the bed of sickness was beseiged
by the artful Ayesha the daughter of
Abubakr & the enemy of Ali.

Gibbon Vol. III. P. 518.

8. Of all these Ali seems to have had the strongest right; not only was he son-in-law of the Prophet, but it will be remembered that he was the first one to rush to his support when the mission was announced & had at that most critical moment received the title 'Kalif' joined with the promise that his commands should be obeyed.

Gilman P. 225.

9. During the year 633 Fatima died, and Ali then joined the other companions of the Prophet in attending

He probably found that it was better policy to fall in with the current, at least to appearance than to fight against popular feeling, though he never forgot that he had been the only person called Kalif by the prophet. Gilman P. 264

10. The right of succession in order of consanguinity, lay with Ali & his virtues & services eminently, entitle him to it. On the first burst of his generous zeal when Islamism was a derided & persecuted faith, he had been pronounced by Mohomed his brother, his vice regent; he had ever since been devoted

to him in word & deed and had honoured the cause by his magnanimity as signalty as he had vindicated it by his valour. Irving's sec. P. 1.

بیت الاحزان[1]

اگرچہ بعد اثبات اس امر کے کہ جناب سیدہ کے گھر جلانے کو آگ لکڑیاں لیگئے اور حضرت ابوبکر مرتے وقت اسپر افسوس کرتے رہے کہ کاش ہم کشف بیت فاطمہ نہ کئے ہوتے ضرورت اسکی نہ تھی کہ بیت الاحزان کا بھی کچھ حال لکھا جاے مگر بغرض تکمیل رسالہ النار الموقدہ کچھ اجمالی تذکرہ اسکا بھی مناسب ہے -

صاحب تذکرۃ المعصومین نے کتاب بحار الانوار سے نقل کیا ہے[2] اور دیگر علمای اہل تشیع نے بھی لکھا ہی کہ وہ معصومہ دن رات اپنے باپ کے غم مین ڈاڑھین مار مار کر رویا کرتی تھین کسی وقت آنسو آنکھون سے نہ تھمتے تھے - اور آواز نالہ و بیقراری کم نہوتی تھی - پس اُن معصومہ کی کثرت گریہ و زاری سے تمامی اہل مدینہ تنگ ہوی اور بزرگان مدینہ جمع ہو کر جناب امیرؑ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کی کہ اے ابوالحسن جناب فاطمۃ الزہرا اپنے پدر بزرگوار کے غم مین تمام رات اور تمام دن روتی ہین اور اُن معصومہ کے رونے سے نہ ہمین راتون کو نیند آتی ہے اور نہ کوئی دن کو طلب معیشت اور اپنے کامون مین مشغول ہو سکتا ہے - اسلئے ہم عرض کرتے ہین کہ ہماری جانب سے آپ خدمت جناب سیدہ مین عرض کرین کہ آپ یا شب کو رویا کرین اور دن کو خاموش رہین یا دنکو رویا کرین اور شب کو آرام فرمائین حضرت نے جناب فاطمہؑ کو رؤساے مدینہ کا پیغام پہنچایا جناب سیدہ نے عرض کیا کہ اے ابوالحسن بہت کم ہے زندگانی میری اور رہنا میرا ان لوگون مین - اور بہت قریب ہے رحلت میری ان سب مین سے - پس بخدا کہ مین ہرگز رات اور دن گریہ و زاری کو ترک نہ کرونگی - یہانتک کہ ملاقات کرون اپنے پدر عالیمقدار رسول خداؐ سے - جناب امیرؑ نے یہ جواب سنکر فرمایا کہ اے فاطمہ اس امر مین تمکو اختیار ہے جیسا ہو وہ کرو بعد اسکے حضرت نے قبرستان بقیع مین مدینہ سے علحدہ ایک حجرہ رونے کیلئے اُس معصومہ کو بنوا دیا کہ نام اُسکا بیت الاحزان ہے[3]

پس جناب سیدہؑ کا معمول تھا کہ جب صبح ہوتی تو حسنین علیہما السلام آگے آگے اور آپ پیچھے روتی ہوئی قبرستان

---

[1] اس مضمون کو ہمارے رسالہ النار الموقدہ کا تتمہ سمجھنا چاہیے [2] چونکہ ہمنے اپنے مضمون مین کتابونکے حوالے ٹھیک ٹھیک دئیے ہین جنسے ہر شخص بآسانی اپنے وہم و شک کو رفع کر سکتا ہے - اس سبب سے ہمنے (بعض کم علم ناظرین کے خیال سے) تمام عربی اور فارسی عبارتونکے اردو مطلب پر اکتفا کی ہے اور طول کے اندیشہ سے عربی اور فارسی عبارتونکو نقل نہین کیا ۱۲ [3] بیت بمعنی

بقیع مین تشریف لیجاتی تھین - اور وہان جاکر دن بھر متصل رویا کرتی تھین - پس جبکہ شام ہوتی تھی - اُس وقت جناب امیرؑ قبرستان بقیع مین تشریف لیجاتے اور اپنے ساتھ اُس معصومہ کو گھر مین لے آتے -

جب وقت وفات جناب سیدہؑ کا قریب آیا تو بہت کچھ وصیت کی علی ابن ابی طالبؑ کو منجملہ اُن وصیتون کے یہ بھی کہ اے ابوالحسنؑ تم میرے جنازہ پر نماز پڑھنا اور مجھے شب کو دفن کرنا اور نماز نہ پڑھے مجھپر وہ امت کہ جنہون نے عہد شکنی کی خدا اور رسولؐ سے امیرالمومنین کے باب مین اور ظلم کیا حق مین میرے اور چھین لی ارث میری اور پارہ کیا میری سند کو جو باب فدک مین میرے باپ نے مجھے لکھدی تھی - اور تکذیب کی گواہون کی میرے - قسم بخدا کہ گواہ میرے حضرت جبرئیل و میکائیل اور جناب امیرالمومنین اور ام ایمن ہین پس سزاوار نہین ہے کہ یہ امت نماز پڑھے کیونکہ خدا اور رسول ان سے بیزار ہین اور مین بھی اُن سے آزردہ ہون - پس جناب امیرؑ نے مطابق وصیت جناب سیدہؑ کے عمل فرمایا اور کسیکو اس حال (وفات سیدہ) سے مطلع نہ کیا[1]

یہ ہے مختصر کیفیت بیت الاحزان اور وفات جناب سیدہ کی جو کتب شیعہ مین لکھی ہے -

اب ہم یہ دیکھتے ہین کہ آیا ان روایات کا وجود یا ثبوت کتب اہلسنت مین بھی پایا جاتا ہے یا نہین -

صاحب حبیب السیرؒ لکھتے ہین کہ کتب فریقین مین متعدد طریقون سے وارد ہوا ہے کہ جب آیہ کریمہ وآت ذی القربی حقہ نازل ہوئی تو خواجہ کائنات نے مزرعہ فدک فاطمہ زہرا کو دیدیا اور امیرالمومنین ابوبکر نے اپنے اوائل ایام خلافت مین اُس مزرعہ کو مع تمام متروکات سید کائنات کے داخل بیت المال کرلیا اور پھر جناب فاطمہؑ کو نہ دیا اور جب علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اس قضیہ مین اُن جناب سے گفتگو کی کہا کہ مینے رسول خدا سے سنا ہے کہ فرمایا نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث (ہم گروہ انبیا کا ورثہ نہین ہوا کرتا نہ ہمکو ورثہ ملتا ہے نہ ہمارا ورثہ کسیکو ملتا ہے) اور کشف الغمہ مین امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کے امیرالمومنین علیؑ نے سیدۃ النساؑ سے کہا کہ جاؤ خلیفہ رسول خدا کے پاس اور میراث اپنی طلب کرو اور فاطمہؑ خلیفہ کے

---

[1] مطبوعہ بمبئی جلد اول جزو سوم صفحہ ۶ یہ کتاب فارسی ہے ہمنے صرف اردو ترجمہ لکھا ہے [illegible] اور یہ کہ تو وارث رسولؐ قرار [illegible]

... میراث ... باپ کی بیٹے دے۔ امیر المومنین ابوبکر نے کہا النبی لا یورث (نبی کا
ورثہ نہیں ہوا کرتا) جناب فاطمہؑ نے کہا کیا سلیمان نے داؤد کا ورثہ نہیں پایا۔ پس ابوبکر غضبناک
ہو کر بولے کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا فرمایا جناب فاطمہؑ نے الم یقل ذکریا فہب لی من لدنک ولیاً
یرثنی ویرث من آل یعقوب (کیا ذکریا نے یہ دعا نہیں مانگی کہ بار الہا عطا کر تو مجھکو ایک ولی جو
وارث ہو میرا اور وارث ہو آل یعقوب کا) فرمایا جناب ابوبکر نے کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوا کرتا۔ پس ارشاد
کیا جناب فاطمہؑ نے کہ خدائے تعالیٰ نے نہیں فرمایا یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین
(خدائے تعالیٰ تمکو وصیت کرتا ہے تمھاری اولاد کے بارہ مین کہ مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے دُگنا ہے)
پس کہا جناب ابوبکر نے کہ نبی کا ورثہ نہیں ہوتا۔ القصہ اس قضیہ مین درمیان امیر المومنین علیؑ اور
فاطمہؑ اور شیخین رضی اللہ عنہم کے جیسا کہ بعض کتب مبسوطہ مین مذکور ہے بہت کچھ گفت و شنید
واقع ہوئی۔ مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک اہلبیت کو واپس نہ دیا۔ اور نیز متروکات
سید کائنات سے کچھ بھی بتول عذرا کو نہ دیا۔ اور یہ بات جمہور کے نزدیک عجیب و غریب
وقائع و امور سے ہے۔ ارباب اخبار بیان کرتے ہین کہ جناب فاطمہؑ علیہا السلام حضرت خیر الانام
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مصیبت مین گرفتار ہوئین تو صبح سے شام اور شام سے صبح تک اسقدر
گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرتی تھین کہ اہل مدینہ اُن کی گریہ سے تنگ آگئے اور عرض کی
کہ اے دختر پیغمبر خدا اگر آپ دن کو روتی ہین تو رات کو چپ رہا کیجیے تا کہ ہمکو بھی آرام پہنچے
اور اگر رات کو روتی ہین تو دن کو خاموش رہا کیجیے کہ ہمین بھی آسایش حاصل ہو......
پس جناب سیدہؑ راتونکو مقابر شہدا مین جا کر رویا کرتی تھین ....+ کسی نے فاطمہؑ کو مرتے دم تک
ہنستے نہ دیکھا..... اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہے کہ جنازہ جناب سیدہؑ پر بقولے مرتضیٰ علیؑ نے
اور بروایتی عباس نے نماز پڑھی۔ اور دوسرے دن شیخین اور تمام اصحاب جناب سید البشر کے
امیر المومنین حیدر پر عتاب کرنے لگے کہ ہمکو خبر کیون نہ کی کہ ہم بھی فاطمہؑ کے جنازہ پر نماز پڑھنے کا شرف
حاصل کرتے شاہ ولایت پناہ نے فرمایا کہ مینے سیدہ کی وصیت کے سبب سے ایسا کیا۔"

حبیب السیر جلد اول جزو سوم صفحہ ۵۸ اور روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۱۶۰ اور معارج النبوۃ

مطبوعہ نولکشور رکن چہارم ص۲۲ مین لکھا ہے کہ

"حضرت رسالت پناہ نے فدک کی طرف امیر المومنین علیؑ کو بھیجا اور صلح جناب امیرؑ کے ہاتھون واقع ہوئی - اس طرح کہ جناب امیرؑ اُن کی جانون کا قصد نکرین - اور حوالیٔ (فدک) خاص رسول اللہ صلعم کی ملکیت رہین - پس جبرئیل نازل ہوے اور کہا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ حق خویشون کا دیدے - آن حضرت نے دریافت کیا کہ وہ خویش کون ہین اور اُن کا حق کیا ہے - جبرئیل نے کہا کہ فاطمہؑ ہے حوالئ فدک اُسکو دیدے اور جو کچھ کہ فدک مین خدا و رسولؐ کا حصہ ہے وہ بھی اُسی کو دیدے - اور پیغمبر علیہ السلام نے فاطمہؑ کو بلایا اور اُنکو ایک سند لکھدی اور وہی سند تھی کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد فاطمہؑ نے ابوبکر کے سامنے پیش کی تھی - اور کہا تھا کہ یہ نوشتہ رسول ہے کہ میرے اور حسنؑ اور حسینؑ کے واسطے لکھا ہے"

سیرۃ الحلبیہ[۱] جلد سوم صفحہ ۳۹۹-۴۰۰ اور صواعق محرقہ[۲] صفحہ ۲۲ کے بموجب فاطمہؑ نے فدک کا دعوی کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے فدک مجھکو عطا کیا ہے ابوبکر نے گواہ مانگا علیؑ - ام ایمن حسنؑ - حسینؑ اور ام کلثوم پیش کیے گئے - ان کی شہادت کو وجوہ اعتراض قایم کرکے نامنظور کیا گیا اور سیدہ کا دعوی خارج کردیا گیا -

ذرا آگے چلکر یہی صاحب سیرۃ الحلبیہ لکھتے ہین "ابن جوزی نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر نے فدک جناب فاطمہ کے لیے واگذاشت کرکے کاغذ لکھدیا تھا کہ عمر ابوبکر کے پاس آپہنچے انہون نے کہا یہ کیا ہے - کہا کہ نوشتہ ہے کہ فاطمہؑ کو اُن کے باپ کی میراث کے بارہ مین لکھدیا ہے - کہا پھر مسلمانونکو کیا کھلاؤگے اور عرب سے تمکو لڑائی درپیش ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو - پس عمر نے وہ نوشتہ لیکر چاک کرڈالا"

معجم البلدان[۳] جلد ششم صفحہ ۳۴۳ اور فتوح البلدان[۴] بلاذری صفحہ ۳۶ مین لکھا ہے کہ سنہ ۲۱۰ھ مین مامون نے حکم دیا کہ فدک بنی فاطمہ کو دیدیا جائے اور اپنے مدینہ کے عامل قثم بن جعفر کو لکھا کہ رسول اللہ صلعم نے

---

[۱] علی بن برہان الدین شافعی حلبی (المتوفی سنہ ۱۰۴۴ھ) کی مستند اور معتبر تالیف عربی زبان مین تین ضخیم جلدون مین مصر کے مطبع ازہریہ مین چھپی ہے اسکا دوسرا نام انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون ہے [۲] ابن حجر مکی کی مشہور و معتبر کتاب عربی زبان مین مطبوعہ مصر مطبع میمنیہ ۱۳۱۲ھ [۳] یاقوت حموی (المتوفی سنہ ۶۲۶ھ) کی مشہور تصنیف عربی زبان مین

فدک اپنی بیٹی جناب فاطمہؑ کو عطا کر دیا تھا اور یہ امر ظاہر اور مشہور تھا آنحضرت صلعم کی آل میں سے کسیکو اس میں اختلاف نہیں ہے پھر یہ بھی ہے کہ فاطمہؑ اسپر ہمیشہ دعوی کرتی رہیں میری رائے میں فدک فاطمہؑ کے وارثوں کو واپس اور حوالہ کر دینا چاہیئے چنانچہ بنی فاطمہؑ کو دیدیا گیا۔

فدک سے متعلق ان تمام روایات کا خلاصہ مطلب یہ نکلا کہ (۱) فدک خدا کے حکم سے جناب رسالتمآب صلعم نے جناب فاطمہؑ کے نام لکھدیا تھا (۲) خلیفہ اول نے ضبط کر لیا (۳) جناب سیدہ نے دعوی کیا (۴) خلیفہ نے (اپنی مصنوعی مخالف قرآن) حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ پیش کر کے اور سیدہ کے پیش کردہ گواہوں علیؑ - ام ایمن حسن حسینؑ اور ام کلثوم کی شہادت کو غیر معتبر اور ناکافی ٹھکر دعوی خارج کر دیا (۵) بعد میں سیدہ کے حجج و براہین قاطعہ سے جو انہوں نے کلام اللہ سے پیش کیں معقول ہو کر واگذاشت فدک کی سند لکھدی - اُسی وقت عمرؓ آپہونچے اور انتظام سلطنت کے واسطے روپے کی ضرورت ظاہر کر کے وہ سند چھینکر چاک کر دالی اور فاطمہؑ فدک سے محروم کر دی گئیں (۶) جناب فاطمہؑ تا دم وفات اپنے فدک کے دعوی پر قایم رہیں مگر اُن کو نہ دیا گیا (۷) جناب فاطمہؑ کو اپنے باپ کی امت سے ایسے صدمات اور ایسی تکلیفیں پہنچی تھیں کہ وہ اُن سے ایسی ناراضی اور غضبناکی کی حالت میں رحلت کر گئیں کہ اپنے جنازہ تک پر حاضر ہونے کی ممانعت کر گئیں۔

فدک کی بحث ہمارے نفس مضمون سے بہت کم تعلق رکھتی ہے مگر چونکہ جناب سیدہ کی آخری وصیت میں اُس کا ذکر آگیا ہے اس سبب سے ہمنے ضمناً اور سرسری طور سے اسپر بھی نظر ڈالدی ہے ورنہ علمائے اعلام کی اس مادہ میں بڑی بڑی تصنیفات موجود ہیں اور اب بھی بیچارے اٹاٹے کے کاریگر کے بھنگم ٹانکے جو اُس نے دہلی کے مصر بساطی کے کچے سوت کو بڑی محنت سے بٹکر اپنی آیات بینات کے جوڑے میں لگائے تھے **کشف الظلمات** کے تیز اوزار سے بڑی سہولت سے کاٹے اور اُدھیڑے جا رہے ہیں -

پس ہم اپنے اصل مضمون بیت الاحزان کی طرف رجوع کرتے ہیں -

مولوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی مدینہ کی تاریخ جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ بیت عباس سے

الحزن کر کے مشہور رہے۔ اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے غم میں آدمیون مین رہنے سے متنفر ہو کر وہین اقامت فرمائی تھی۔ اور یہ بھی لکھتے ہین کہ یہ جگہہ
وہ گھر ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین بنایا تھا۔ محدث مذکور نے اسی روایت کو اسی
طرح اپنی کتاب مدارج النبوۃ مین درج کیا ہے (دیکھو ترجمہ جذب القلوب مطبوعہ نولکشور صـ۱۷۵
اور منہاج النبوۃ اُردو ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم صـ۷۴۴)

سوانح عمری رسول کریم[1] مطبوعہ لاہور صـ۱۱ مین لکھا ہے کہ مدینہ کے باب البقیع سے قریب ہی
حضرت عباس اور حضرت امام حسنؑ کا مقبرہ ہے اس قبہ کے برابر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کا
بیت الحزن ہے حضرت رسول کریم کی وفات کے بعد آپ اسی مکان مین رہا کرتی تہین۔

تاریخ آل امجاد صـ۱۱ مین مولف نے گورستان بقیع کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ہمسائے شدت گریہ فاطمہ زہرا سے راتکو سو نہین سکتے تھے اس سبب سے
جناب سیدہ دن بھر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رویا کرتی تھین اُس (جگہ) کا نام بیت الحزن
ہو گیا۔ بحر اکسیر التواریخ (جلد دوم صـ۲) مین لکھا ہے "پس جناب فاطمہؑ کے واسطے ایک گھر بقیع میں
بنایا گیا اور اُسکا نام بیت الاحزان رکھا گیا"۔

اب ہم اپنے تمام مضمون کا خلاصہ ایک لائق ہستی مصنف[2] کی لفظون مین لکھتے ہین مصنف
مذکور مولوی صدر الدین احمد صاحب اپنی کتاب روایح المصطفٰے مین جناب فاطمہؑ کا حال
لکھتے ہوئے صـ۳۶ و ۳۷ مین تحریر کرتے ہین "وبعد از وفات پیغمبر واقعات بسیار گذشتہ مثل معاملۂ فدک
وسقط شدن حمل او و تہدید نمودن عمر خطاب بنی ہاشم را کہ در خانہ زہرا اجتماع نمودہ بودند و نالہ و
شیون نمودن حضرت زہرا پیش انصار طلبے دارد ذکرش نا کردن اولیٰ تر است۔ وصیت نمودن

---

[1] مولوی حافظ حکیم ظہیر احمد صاحب کی اُردو تصنیف مطبع خادم التعلیم لاہور مین چھپی ہے ۱۳۱۲ھ [2] یہ کتاب مولوی عبد المجید
صاحب مرحوم نے اپنے مطبع انصاری دہلی مین چھپوائی تھی ۱۳۰۳ھ مصنفہ مولوی صدر الدین احمد لوہاری بزبان فارسی
مطبع احمدی کانپور مین چھپی ہے مصنف مذکور نے اپنی کتاب کے صـ۲۱۶ مین حضرت صاحب الامرؑ کے وفات پا جانے کا
اعتقاد ظاہر کیا ہے اور اُن حضرت کے معجزات جو شواہد مین نقل ہین اُنکو غیر معتمد کہکر انکار کیا ہے اس سے ثابت

حضرت زہرا کہ ہیچکس بر جنازہ او حاضر نشود دلیل صریح است بر آنکہ حضرت زہرا آزردہ وملول از دنیا رفت اکنون تاویل ہرچہ خواہند بکنند۔ الغرض ما از مشاجرات صحابہ عنان قلم منصرف نمودیم۔۔۔۔۔۔

زہرا بعد از وفات پدر بزرگوار خود خانۂ در جنت البقیع گرفتہ آنرا بیت الحزن مقرر نمودہ اکثر ایام در آنجا بسر می برد۔ ومرثیہ برائے پیغمبر انشا نمودہ یک بیت از اول آن قصیدہ اینست ؎

صبت علیّ مصائب لو انہا ✝ صبت علی الایام صرن لیالیا

(ترجمہ) پیغمبر خدا کی وفات کے بعد بہت سے واقعات گذرے مثل معاملہ فدک اور اسقاط حمل جناب سیدہ۔ اور عمر خطاب کا بنی ہاشم کو دھمکانا جو خانہ جناب زہرا مین جمع ہوئے تھے۔ اور نالہ وشیون کرنا حضرت زہرا کا انصار کے سامنے طول طویل معاملے ہین۔ اُن کا ذکر نہ کرنا بہتر ہے۔ وصیت کرنی جناب سیدہ کی کہ کوئی اُن کے جنازہ پر حاضر نہو صریح دلیل ہے اس بات پر کہ حضرت زہرا آزردہ اور ملول دنیا سے گئین۔ اب بیٹھے ہوے جو چاہو تاویل کیا کرو۔ الغرض ہم صحابہ کے مشاجرات سے قلم کو روکتے ہین جناب زہرا نے اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد ایک مکان جنت البقیع مین اختیار کر لیا تھا اور اُسکو بیت الحزن (ماتمکدہ) بنا کر اکثر ایام وہین بسر کرتی تھین۔ ایک مرثیہ جناب پیغمبر کے واسطے کہا تھا کہ اُس قصیدہ کی اول مین ایک بیت یہ ہے" اے پدر بزرگوار آپکی وفات کے بعد مجھپر وہ وہ مصیبتین گذرین کہ اگر وہ مصیبتین دنون پر پڑتین تو وہ دن راتین ہوجاتے" مصنف علام نے اِن چند سطرون مین غور کرنے والے کے واسطے بہت کچھ لکھدیا ہے۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ۔

ہمنے یہان صرف واقعات کو لکھا ہے اور ہر امر کا تاریخی ثبوت دیا ہے جسکی غرض صرف اسقدر ہے کہ جو حضرات واقعات سے انکار کرتے ہین وہ سمجھین کہ شیعون کا دعوی کسقدر مدلل ہوتا ہے کہ ہر دعوی ایک نہین صدہا کتب اہلسنت سے ثابت ہے۔

رہا نتیجہ۔ وہ سمجھ بوجھ سے متعلق ہے۔ ممکن ہے کوئی یہ سمجھے کہ جو سلوک جناب سیدہ کیساتھ بوجہ مطالبہ فدک کیا گیا وہی حق تھا جیسا کہ مولوی عبد العلی صاحب نے مسلم الثبوت مین لکھا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی انسانی ہمدردی دل رکھنے والا اسکے برعکس نتیجہ نکالے کہ یہ وہ ظلم ہے